مجلس انصار اللہ یو.کے. کا علمی تعلیمی و تربیتی مجلہ

# انصار الدین

امان-شہادت 1389 جلد 7 ، نمبر 2
مارچ-اپریل 2010

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مُردے گمان نہ کر بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں (اور) انہیں ان کے ربّ کے ہاں رزق عطا کیا جارہا ہے۔ بہت خوش ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اور وہ خوشخبریاں پاتے ہیں اپنے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے کہ ان پر بھی کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے متعلق خوشخبریاں پاتے ہیں اور یہ (خوشخبریاں بھی پاتے ہیں) کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔ (سورۃ آل عمران آیت 170 تا 172)


" MAJLIS ANSARULLAH "
MIDLANDS

﴿بسم الله الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ﴾

# انصار الدین

مارچ تا اپریل ۲۰۱۰ء

## فہرست مضامین



## انصاراللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)


زیر سرپرستی صدر مجلس انصاراللہ

چودھری وسیم احمد

مدیر اعلیٰ

ڈاکٹر شمیم احمد

مدیر (اردو)

محمود احمد ملک

نائب مدیر (اردو)

نوید احمد

معاونین:

شیخ لطیف احمد، نعیم گلزار

مدیر (انگریزی):

احمد بھنو

نائب مدیر (انگریزی): عمر احمد

مینیجر: قائد اشاعت

پوسٹنگ و ترسیل

مسعود علی کبیر، اعجاز احمد




"Ansaruddin" 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF　　e-mail address: ansaruddin_uk@yahoo.co.uk

# حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## اسلام میں اطاعت کا بلند معیار

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَلَوْ كَرِهَ اِلَّا اَنْ يُّؤمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَاِنْ اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَ لَا طَاعَةَ

(صحیح بخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر مسلمان پر اپنے افسروں کی ہر بات سننا اور ماننا فرض ہے خواہ اسے ان کا کوئی حکم اچھا لگے یا بُرا لگے۔ سوائے اس کے کہ وہ کسی ایسی بات کا حکم دیں۔ جس میں خدا اور رسول کے کسی حکم کی (یا کسی بالا افسر کے حکم کی) نافرمانی لازم آتی ہو۔ اگر وہ ایسی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر اس میں ان کی اطاعت فرض نہیں۔

تشریح: یہ حدیث اسلامی معیار اطاعت کا بنیادی اصول پیش کرتی ہے اسلام ایک انتہا درجہ کا نظم وضبط والا مذہب ہے۔ وہ کسی شخص کو اپنے حلقہ میں جبراً داخل کرنے کا موید نہیں اور صاف اعلان کرتا ہے کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں) لیکن جب کوئی شخص خوشی اور شرح صدر کے ساتھ اسلام قبول کرتا ہے تو پھر اسلام اس سے اس نظم وضبط کی توقع رکھتا ہے۔ جو ایک منظم قوم کے شایانِ شان ہے وہ اپنے ہر فرد کو کامل اطاعت کا نمونہ بنانا چاہتا ہے۔ اور افسروں کے حکموں پر حیل وحجت کی اجازت نہیں دیتا کہ جو حکم پسند ہوا وہ مان لیا اور جو ناپسند ہوا اس کا انکار کر دیا ''سنو اور مانو''۔ اسلام کا ازلی نعرہ رہا ہے مسلمان کے اس ضابطہ اطاعت میں صرف ایک ہی استثناء ہے اور وہ یہ کہ اسے کسی ایسی بات کا حکم دیا جائے جو صریح طور پر خدا اور اس کے رسول یا کسی بالا افسر کے حکم کے خلاف ہو۔ اس کے علاوہ وہ ہر حکم میں خواہ وہ کچھ ہو اور کیسے ہی حالات میں دیا جائے ''سنو اور مانو'' کا اٹل قانون چلتا ہے۔

یہ جو اس حدیث الطاعة (یعنی مانو) کے لفظ کے ساتھ السمع (یعنی سنو) کے لفظ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں اس لطیف حکمت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ایک مسلمان کا کام صرف منفی قسم کی اطاعت نہیں ہے کہ جو حکم اسے پہنچ جائے وہ اسے مان لے اور بس۔ بلکہ اسے مثبت قسم کی شوق آمیز اطاعت کا نمونہ دکھانا چاہئے اور گویا اپنے افسروں کی طرف کان لگائے رکھنا چاہئے کہ کب ان کے منہ سے کوئی بات نکلے اور کب میں اسے مانوں۔ ورنہ محض اطاعت کے لئے الطاعة (یعنی مانو) کا لفظ بولنا کافی تھا۔ اور السمع (یعنی سنو) کا لفظ زیادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس لفظ کا زیادہ کرنا یقیناً اسی غرض سے ہے کہ تارسمی اطاعت کی بجائے شوق آمیز اطاعت کا معیار قائم کیا جائے۔ پس اسلامی ضابطہ اطاعت کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(1) ہر امر میں اپنے افسر کے حکم کی اطاعت کرو خواہ اس کا کوئی حکم تمہیں پسند ہو یا ناپسند ہو۔

(2) اپنے افسر کی طرف شوق کے ساتھ کان لگائے رکھو تا کہ اس کا کوئی حکم تمہاری تعمیل سے باہر نہ رہ جائے۔

(3) لیکن اگر تمہارا افسر کسی ایسی بات کا حکم دے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول یا کسی بالا افسر کے حکم کے صریح خلاف ہے، تو پھر جہاں تک اس حکم کا تعلق ہے، اس کی اطاعت نہ کرو۔

# کلام الامام علیہ السلام

''مُردوں سے مدد مانگنے کا خدا نے کہیں ذکر نہیں کیا، بلکہ زندوں ہی کا ذکر فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا جو اسلام کو زندوں کے سپرد کیا۔ اگر اسلام کو مُردوں پر ڈالتا تو نہیں معلوم کیا آفت آتی۔ مُردوں کی قبریں کہاں کم ہیں۔ کیا ملتان میں تھوڑی قبریں ہیں۔ ''گرد و گرما، گدا و گورستان'' اُس کی نسبت مشہور ہے۔ میں بھی ایک بار ملتان گیا۔ جہاں کسی قبر پر جاؤ مجاور کپڑے اُتارنے کو گرد ہو جاتے ہیں۔ پاک پٹن میں مُردوں کے فیضان سے دیکھ لو کیا ہو رہا ہے؟ اجمیر میں جا کر دیکھو۔ بدعات اور محدثات کا بازار کیا گرم ہے۔ غرض جب مُردوں کو دیکھو گے اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اُن کے مشاہدہ میں سوا بدعات اور ارتکاب مناہی کے کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے جو صراط مستقیم فرمایا ہے وہ زندوں کی راہ ہے، مُردوں کی راہ نہیں۔ پس جو چاہتا ہے کہ خدا کو پائے اور حی و قیوم خدا کو ملے، تو وہ زندوں کو تلاش کرے، کیونکہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے، نہ مردہ۔ جن کی کتاب مُردہ وہ مُردوں سے برکت چاہیں تو کیا تعجب ہے۔ لیکن اگر سچا مسلمان جس کا خدا زندہ خدا، جس کا نبی زندہ نبی، جس کی کتاب زندہ کتاب ہے اور جس دین میں ہمیشہ زندوں کا سلسلہ جاری ہو اور ہر زمانہ میں ایک زندہ انسان خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کرنے والا آتا ہو، وہ اگر اُس زندہ کو چھوڑ کر بوسیدہ ہڈیوں اور قبروں کی تلاش میں سرگردان ہو تو البتہ تعجب اور حیرت کی بات ہے!!!

پس تم کو چاہئے کہ تم زندوں کی صحبت تلاش کرو اور بار بار اُس کے پاس آ کر بیٹھو۔ ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ میں تاثیر نہیں ہوتی۔ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوئی۔ جو سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوگا اُس میں بھی تدریجی ترقی کا قانون کام کرتا ہوگا۔ پس چاہئے کہ صحابہؓ کی طرح اپنے کاروبار چھوڑ کر یہاں آ کر بار بار اور عرصہ تک صحبت میں رہو تا کہ تم دیکھو جو صحابہؓ نے دیکھا اور پاؤ جو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پایا۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے 'یا تُوں لوڑ مقدمی یا توں اللہ نوں لوڑ'۔

تم دیکھتے ہو کہ میں بیعت میں یہ اقرار لیتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اس لئے تا کہ میں دیکھوں کہ بیعت کنندہ اس پر کیا عمل کرتا ہے؟ ذرہ سی زمین کسی کو مل جاوے تو وہ گھر بار چھوڑ کر وہاں جا بیٹھتا ہے اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ وہاں رہے تا وہ زمین آباد ہو...... پھر ہم جو ایک نئی زمین اور ایسی زمین دیتے ہیں جس میں اگر صفائی اور محنت سے کاشت کی جاوے تو ابدی پھل لگ سکتے ہیں، کیوں یہاں آ کر لوگ گھر نہیں بناتے۔ اور اگر اس بے احتیاطی کے ساتھ اس زمین کو کوئی لیتا ہے کہ بیعت کے بعد یہاں آنا اور چند روز ٹھہرنا بھی دوبھر اور مشکل معلوم دیتا ہے تو پھر اُس کی فصل کے پکنے اور بار آور ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قلب کا نام بھی زمین رکھا ہے۔ ﴿اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ (الحدید: 18)

زمیندار کو کس قدر تردّد کرنا پڑتا ہے۔ بیل خریدتا ہے، ہل چلاتا ہے، تخم ریزی کرتا ہے، آبپاشی کرتا ہے، غرضیکہ بہت بڑی محنت کرتا ہے اور جب تک خود دخل نہ دے کچھ بھی نہیں بنتا۔ لکھا ہے کہ ایک شخص نے پتھر پر لکھا دیکھا 'زرع زرہی زرہے' کھیتی تو کرنے لگا مگر نوکروں کے سپرد کر دی۔ لیکن جب حساب لیا کچھ وصول ہونا تو درکنار کچھ واجب الادا ہی نکلا۔ پھر اس کو اس موقع پر شک پیدا ہوا تو کسی دانشمند نے سمجھایا کہ نصیحت تو سچی ہے لیکن تمہاری بے وقوفی ہے۔ خود مہتمم بنو تب فائدہ ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح پر ارض دل کی خاصیت ہے۔ جو اُس کو بے عزتی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس کو خدا تعالیٰ کا فضل اور برکت نہیں ملتی۔ یاد رکھو، میں جو اصلاح خَلق کے لئے آیا ہوں جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے۔ لیکن میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ جو سرسری طور پر بیعت کر کے چلا جاتا ہے اور پھر اُس کا پتہ بھی نہیں ملتا کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے اُس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ وہ جیسا تہی دست آیا تھا، تہی دست جاتا ہے۔

یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول کریم ﷺ کے پاس صحابہؓ بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ۔ گویا صحابہؓ خدا کا رُوپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اگر دور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا کا قرب، بندگان خدا کا قرب ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ارشاد ﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (التوبہ: 119) اس پر شاہد ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 153۔ جدید ایڈیشن)

# فرمودات امیرالمومنین حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

## مالی قربانیاں

''پھر ایک بات دین کی خاطر مالی قربانیوں کی ہے۔ میں پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ انصاراللہ کی عمر میں ایک ایسا طبقہ بھی ہوتا ہے جو اپنے پیشہ ورانہ صلاحیتوں یا ہنر کے کمال کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنی آمدنیوں کے، تنخواہوں کے، اجرتوں کے جو سکیل ہوتے ہیں اُن کو Maximum حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے آپ کی آمدنیوں میں جو ترقی ہے اس میں دین کا حق بھی اپنی قربانی کے معیاروں کو بلند کرتے ہوئے ادا کریں۔ ایک تو میں نے کہا تھا کہ جو صفِ دوم کے انصار ہیں وہ نظام وصیت میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ اگر صف دوم کے انصار نے اس طرف توجہ دی ہے اور ان کی اکثریت بلکہ صف دوم کے انصار کو تو سو فیصد شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر تو اکثریت شامل ہوگئی ہے تو الحمدللہ اور اگر کوئی مزید گنجائش ہے تو اسے بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ کوشش مجلس انصاراللہ کی سطح پر ہونی چاہئے۔ اگر وہ معیاری عمل نہیں کئے جن کی انصاراللہ سے توقع کی جاتی ہے تو تب بھی توجہ کرنی چاہئے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں ہمارے عمل ایسے ہیں کہ ہمیں وصیت کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ اگر ایسے عمل ہیں تب بھی وصیت کرنی چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ اُن میں نیکی کی روح پھونک دے۔ بلکہ وصیت کرنے کے بعد بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مجھے لکھتے ہیں کہ خود بخود توجہ پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی وجہ بھی بن رہی ہے ، دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ نمازوں کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ قربانیوں کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ قربانیوں کے معیار بلند ہو رہے ہیں۔ ستر یا پچھتر سال کے جو انصار ہوتے ہیں ان میں سے بعض کی وصیت تو مرکز منظور کرتا ہے اور بعضوں کی نہیں کرتا۔ لیکن صف دوم کے جو انصار ہیں ان کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

پھر اسی طرح دوسری مالی تحریکات ہیں ان کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ اپنے نام کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے مددگار اور ناصر بننے کا اعلان کر رہے ہیں، پھر اپنی قربانیوں کو دیکھیں، خود اپنے جائزے لیں اور پھر اپنے دل سے فتویٰ لیں کہ کیا ہم انصاراللہ ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ جب خود اپنی سوچ کو اس نہج پر لائیں گے تو مجھے امید ہے انشاءاللہ تعالیٰ ہر ایک کے اندر پاک تبدیلیوں کے اور قربانیوں کے معیار بڑھتے چلے جائیں گے اور جب یہ بڑھیں گے تو یہی چیز ہے جو من حیث الجماعت جماعت کی بقا اور ترقی کے سامان کرتی ہے۔''

(خطاب سالانہ اجتماع انصاراللہ نومبر 2009ء)

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام اور دعویٰ

## آپؑ کی تحریرات کی روشنی میں

(ڈاکٹر شمیم احمد)

ابتدائے آفرینش سے خدا تعالیٰ انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء بھجواتا رہا ہے تاکہ ان کے کامل نمونہ کو دیکھ کر اور اُن کی صحبتِ صالحہ سے فیض یاب ہو کر راہ گم کردہ مخلوق اپنے خالقِ حقیقی کی طرف لوٹ آئے۔ قرآنِ کریم میں بیان فرمودہ انبیاء کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان نے کبھی بھی کسی فرستادہ کو آسانی سے قبول نہیں کیا۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ کسی نبی نے من جانب اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور اس کی قوم نے اس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے ہوں اور اس کے استقبال کے لئے پھولوں سے سجی ہوئی محرابیں بلند کی ہوں۔ ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے کہ ابتداء میں نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ ہر طرح سے ایذا رسانی کی کوشش کی گئی اور طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ سیّد ولد آدم، سرورِ دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ جو باعثِ تخلیقِ کائنات تھے اُن کے ساتھ بھی یہی سلوک روا رکھا گیا۔ وہ جو رحمتوں کی بارشیں برسانے آیا تھا اسے کئی سالوں ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ وہ جو امن وسلامتی کا شہزادہ تھا اس کی قوم اس کے خون کی پیاسی ہو گئی۔ نہ صرف یہ بلکہ آپؐ پر ایمان لانے والے صحابہؓ کو بھی طرح طرح سے ایذا دی گئی اور ایسے مظالم کا نشانہ بنایا گیا کہ ان کے مطالعہ سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تمام تکالیف اور ظلم وستم کے باوجود کبھی کسی نے یہ نہیں دیکھا کہ انبیاء یا ان کے ماننے والوں کے پائے استقامت میں معمولی سی بھی لرزش آئی ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ بالآخر وہ اور اس کے فرستادہ ہی غالب آیا کرتے ہیں۔

مخبر صادق سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنی امت کو مسیح کی آمد کی خوشخبری دی تھی کہ وہ ضرور ان میں نازل ہوگا اور حکم عدل بن کر ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا اور اس کے مسیحی نفس کی برکت سے انہیں پھر سے پاک کرے گا اور دین اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ آپؐ نے مسیح موعود کے ظہور کی تمام نشانیاں بڑی وضاحت سے بیان فرمائیں اور زمین وآسمان سے ظاہر ہونے والے نشانوں کا بھی ذکر فرمایا نیز یہ بھی فرمایا کہ اس کا ظہور گویا آپؐ کا ظہور ہوگا۔ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو اس کی آمد کا انتظار تھا اور بعض نے تو خداداد فراست سے امام الزمان کے ظہور کے وقت کا بھی تعین کر دیا تھا۔ جب وہ مبارک اور سعید وقت آ پہنچا اور قادیان کی بستی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ آپؑ ہی وہ وجود ہیں جس کی آمد کا وعدہ دیا گیا تھا اور خدا تعالیٰ نے آپؑ کو بار بار الہاماً بتایا ہے کہ آپؑ ہی مسیح اور مہدی ہیں تو قوم کے اکثر علماء نے ماننے سے انکار کر دیا۔ نہ صرف انکار کیا بلکہ آپؑ پر کفر کے فتاویٰ جاری کئے اور ہر طرح کی ایذا رسانی کی کاروائی شروع کر دی۔ جس طرح انبیاء سابقہ کو ایسی تکالیف اور ایذا رسانیاں ان کے مقصد اور نصب العین سے نہ ہٹا سکیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ثباتِ قدم میں فرق نہیں پڑا۔ آپؑ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی تحریرات میں اپنے مقام ومرتبہ، دعویٰ، عقائد، تعلیم اور مستقبل پر روشنی ڈالی۔ اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انہی تحریرات میں سے کچھ پیش ہیں۔

### ماموریت کا الہام اور دعویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مامور من اللہ اور مجدد وقت ہونے کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''جب تیرھویں صدی کا آخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔لِتُنْذِرَ قَوْمًا اُنْذِرَ اٰبَاءُ هُمْ یعنی خدا تعالیٰ نے تجھے قرآن سکھلایا اور اُس کے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تو لوگوں کو بد انجام سے ڈرا دے کہ جو باعث پُشت در پُشت کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تا مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہِ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔ ان کو کہہ دے کہ میں مامور من اللہ اور اوّل المومنین ہوں''۔ (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 201)

اسی طرح آپؑ کو اس بات کا بھی علم دیا گیا کہ آپؑ ہی اس صدی کے مجدد ہیں اور آپؑ کے سوا کوئی اور اس مقام پر فائز نہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں ''اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدّد وقت ہے اور روحانی طور پر اُس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدّت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء ورسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر افضل الرسل ﷺ ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور اس کے قدم پر چلنا موجبِ نجات وسعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجبِ بُعد وحرمان ہے۔'' (اشتہار منسلکہ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 657)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے قبل مسلمانوں میں یہ غلط خیال پیدا ہو گیا تھا کہ امام مہدی اور مسیح موعود دو الگ الگ وجود ہیں۔ نیز یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسمِ عنصری آسمان پر تشریف لے گئے ہیں اور قیامت سے قبل نزول فرمائیں گے۔ چونکہ مسیح موعود نے فرمانِ رسول اللہ ﷺ کے حکم اور عدل ہو کر آنا تھا اور مسلمانوں کے غلط عقائد کی اصلاح فرمانی تھی اس لئے آپؑ نے مسلمانوں کو

مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "ان دونوں منصبوں کا مدعی میں ہوں جو تم میں اس وقت پچیس سال سے موجود ہوں۔ پس میرے بعد کس کا انتظار کرو گے؟ ان تمام علامتوں کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانوں کے ظہور کے وقت موجود ہے نہ کہ وہ جس کا ابھی دنیا میں نام ونشان نہیں۔ یہ عجیب سخت دلی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی جب کہ میرے دعویٰ کے ساتھ نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور میری مخالفت میں کوششیں بھی ہوکران میں نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نہ جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہوں اور نہ میں دنیا میں جنگ اور خونریزی کرنے کے لئے آیا ہوں بلکہ صلح کے لئے آیا ہوں مگر میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو۔ اور نہ کوئی ایسا مسیح آئیگا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھولو۔ یہ سب حسرتیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے۔ نہ کوئی مسیح اترے گا اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا۔ جو شخص آنا تھا وہ آچکا، وہ میں ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تو نے کیوں ایسا کیا"۔ (تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ 78-77)

مخالف علماء یہ سمجھتے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح موعود دو الگ الگ وجود ہیں اور اس میں بھی اُن میں بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً مہدی کے متعلق شعیہ اور سنّی اور دیگر فرقوں میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ شعیہ حضرات کے نزدیک مہدی حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا اور پھر یہ بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ حضرت امام حسین کی اولاد سے ہوگا یا حضرت امام حسن کی اولاد سے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہوگا۔ پھر مہدی کے نام، اس کی عمر، اس کے کام غرض کہ ہر بات میں اس قدر اختلاف پایا جاتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہر کوئی مختلف احادیث سے استنباط کرتا ہے۔ شائد یہی وجہ ہے کہ حضرت امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی احادیث کی کتب میں مہدی کے متعلق کوئی باب نہیں باندھا اور اسی وجہ سے بعض علماء نے ان احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لفظ مہدی کو اسم معرفہ کے طور نہیں استعمال کیا ہے بلکہ اسے ایک صفاتی نام کے طور پر استعمال کیا ہے۔ مہدی کا مطلب ہے "ہدایت یافتہ" اور آپؐ نے لفظ مہدی کو بعض ایسے لوگوں کے متعلق بھی استعمال فرمایا جو آپؐ کے دور میں موجود تھے اور اسے ان کے لئے ایک صفت کے طور پر بیان فرمایا۔ ابوداؤد اور ترمذی میں اپنے خلفاء کے متعلق فرمایا **الخلفاء الراشدین المهديّن** یعنی میرے خلفاء مہدی ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہدایت پا کرامت کی رہنمائی کریں گے۔

جماعت احمدیہ کے مخالف علماء اپنی کم فہمی اور کور بینی اور خداداد فراست کی کمی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپؑ نے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر مہدی اور اس کے بعد عیسیٰ اور آخر میں نبی ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا اور اس بات کو آپؑ کے نعوذ باللہ کاذب ہونے کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ احادیث نبویہ اور امت مسلمہ کے بزرگان کے اقوال کو بنظر غور دیکھیں تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود کے نام ہیں نیز یہ کہ آنے والے موعود کو نبی اللہ ہی کے نام سے ملقب کیا گیا ہے۔

اس اختلاف کا ایک ہی حل ہے کہ دیکھا جائے کہ آقائے دوجہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس ضمن میں کیا ارشاد فرمایا ہے اور آپؐ سے ہی اس مسئلہ کا حل دریافت کیا جائے۔ ایک حدیث میں آپؐ نے صاف طور پر اور روشن انداز میں اس کا فیصلہ فرمادیا ہے کہ مہدی اور عیسیٰ ایک وجود کے نام ہیں۔ آپؐ نے فرمایا **لامهدی الّا عيسى** یعنی حضرت عیسیٰ کے سوا کوئی اور مہدی نہیں (ابن ماجہ باب شدہ الزمان)۔ اس کے علاوہ ایک اور حدیث شریف میں بڑے صاف اور شفاف انداز میں یہی بات کہ امام مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود ہیں فرمایا " يُوْشِکُ مَنْ عَاشَ فِيْكُمْ اَنْ يَّلْقٰى عِيْسىٰ ابْنَ مَرْيَمَ اِمَاماً مَهْدِياً وَ حَكَمًا عَدْلاً فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ...... الخ یعنی "جو تم میں سے اُس وقت زندہ ہوا وہ عیسیٰ بن مریم کو پائے گا جو امام مہدی ہوں گے اور حکم عدل ہونگے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے"۔ (مسند احمد بن حنبل) کسی میں اگر ذرہ سی بھی ایمان کی رمق باقی ہو تو وہ آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ان واضح ارشادات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو رد کرنے کی جرأت نہ کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حدیث لَامَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسیٰ جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے اور یہ روایت محمد بن خالد جندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خو اور طبیعت پر آئے گا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئے گا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئے گا یعنی بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائے گا اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھی ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ يَضَعُ الْحَرْبَ یعنی وہ مہدی جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کرے گا اور اس کی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت کرو۔ بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے پھیلاؤ۔" (حقیقۃ المہدی روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 432-431)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر بعینہٖ اسی بات کی تشریح کر رہی ہے جو سیّدنا رسول کریم ﷺ کی احادیث سے واضح ہے۔ اس قدر وضاحت کے باوجود بعض غیر احمدی علماء نہ احادیث کو ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور عوام الناس کو

دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ امت کے علماء نے کبھی اس بات کو تسلیم نہیں کہ مہدی اور عیسیٰ ایک وجود کا نام ہیں۔ حالانکہ امت محمدیہ کے ائمہ سلف جن کا سب احترام کرتے ہیں ان کے اقوال سے بالکل وہی بات ثابت ہوتی ہے جو مندرجہ بالا احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے واضح ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل اقوال قابلِ غور ہیں۔

## حدیث واقوال ائمہ سلف

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ......لَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ۔ (المستدرک علی الصحیحین کتاب الفتن والملاحم حدیث: 8534)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:...... مہدی، ہی عیسیٰ بن مریم ہیں۔

علامہ محی الدین ابن العربیؒ سورۃ النساء آیت 159 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَجَبَ نُزُوْلُهٗ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ، بِتَعَلُّقِهٖ بِبَدَنٍ آخَرَ وَحِیْنَئِذٍ یَعْرِفُهٗ كُلُّ وَاحِدٍ فَیُؤْمِنُ بِهٖ اَهْلُ الْكِتَابِ۔ (تفسیر ابن عربی سورۃ النساء: 159)

آخری زمانہ میں (حضرت عیسیٰ) کا نزول ایک اور بدن کے ساتھ ضرور ہوگا اور اس وقت ہر ایک آپ کو پہچان لے گا اور اہل کتاب بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

امام سراج الدین ابن الوردی فرماتے ہیں:

وَقَالَتْ فِرْقَةٌ: نُزُوْلُ عِیْسٰی خُرُوْجُ رَجُلٍ یَشْبَهُ عِیْسٰی فِی الْفَضْلِ وَالشَّرْفِ كَمَا یُقَالُ لِلرَّجُلِ الْخَیْرِ مَلَكٌ وَلِلشَّرِیْرِ شَیْطَانٌ تَشْبِیْهًا بِهِمَا وَلَا یُرَادُ الْاَعْیَانُ. وَقَالَ قَوْمٌ تَرُدُّ رُوْحُهٗ فِیْ رَجُلٍ اِسْمُهٗ عِیْسٰی.

''ایک گروہ مسلمانوں کا نزول عیسیٰ سے ایک ایسے آدمی کے ظاہر ہونے کا قائل ہے جو فضل و شرف میں عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہو جیسا کہ نیک آدمی کو فرشتہ سے تشبیہہ دے کر فرشتہ کہہ دیتے ہیں اور برے آدمی کو شیطان سے تشبیہہ دے کر شیطان کہہ دیتے ہیں اور اس جگہ اصل فرشتہ یا شیطان مراد نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح ایک ایسے شخص میں واپس آئے گی جس کا نام بھی عیسیٰ ہی ہوگا۔'' (خریدۃ العجائب وفریدۃ الغرائب تالیف سراج الدین ابی حفص عمر بن الوردی باب ذکر نزول عیسیٰ ابن مریم صفحہ 256)

شیخ محمد اکرم صابری اپنی کتاب اقتباس الانوار میں لکھتے ہیں:۔

''بعضے بر آنند کہ روحِ عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ہمیں بروز است مطابق ایں حدیث کہ لَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ'' یعنی بعض کا یہ مذہب ہے کہ عیسیٰ کی روح یعنی روحانیت مہدی میں بروز (ظہور) کرے گی اور نزول عیسیٰ سے مراد یہی بروز ہے (یعنی بروزی ظہور ہے نہ کہ اصالتاً آنا) مطابق اس حدیث کے جس میں لَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ کے الفاظ وارد ہیں کہ عیسیٰ بن مریم کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ (اقتباس الانوار صفحہ 52 بحوالہ تحقیقات عارفانہ صفحہ 7)

## تَفَكَّرُوْا وَ تَنَدَّمُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَغْلُوْ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودہویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔ کوئی الہامی دعاوی کے ساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا۔ تَفَكَّرُوْا وَتَنَدَّمُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَغْلُوْا اور اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو پھر آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دنوں میں آسمان سے اُتر آوے کیونکہ میں تو اس وقت موجود ہوں مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اُتر ہی آوے تا میں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اُترتے دکھائی دیں۔ اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دُعا قبول ہو جائے گی کیونکہ اہل حق کی دُعا مُبطلین کے مقابل پر قبول ہو جایا کرتی ہے لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دُعا ہرگز قبول نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں مسیح تو آچکا لیکن آپ نے اُس کو شناخت نہیں کیا۔ اب یہ امید موہوم آپ کی ہرگز پوری نہیں ہوگی۔ یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی ان میں سے مسیح کو اُترتے نہیں دیکھے گا۔ حالانکہ تیرھویں صدی کے اکثر علماء چودہویں صدی میں اُس کا ظہور معین کر گئے ہیں اور بعض تو چودھویں صدی والوں کو بطور وصیّت یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ اگر اُن کا زمانہ پاؤ تو ہمارا السلام علیکم اُنہیں کہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رئیس المحدثین بھی انہیں میں سے ہیں۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 180-179)

مندرجہ بالا اعلان کس قدر شان و شوکت کا حامل ہے اور کتنا واضح ہے کہ اس صدی میں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور ساری صدی گذر بھی گئی مگر کوئی دعویٰ دار پیدا نہیں ہوا نہ ہی آسمان سے مسلمانوں کے تصورات کے مطابق عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوا۔ وہ سارے فرقے جن کے علماء منبروں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خوشخبریاں سنایا کرتے تھے اب ان کی آمد کے ذکر سے کتراتے ہیں۔ اب مسلمانوں میں مایوسی کے آثار نظر آنے شروع ہو گئے ہیں اور اکثر نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہمیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے اترتے ہیں یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ کیا مسلمان اور کیا عیسائی سب اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے کہ کسی نے آسمان سے اترنا ہے۔

## اُمّتی نبی کی حقیقت

غیر احمدی علماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ مرزا صاحب نے خود بخود اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کر دیا اور اس بات میں کوئی حقیقت نہیں نہ کبھی پہلے کوئی امتی نبی آیا اور نہ کبھی نبی کریم ﷺ نے کسی امتی نبی کے آنے کی پیشگوئی فرمائی اور نہ کسی بزرگ امت نے اس بارہ میں کچھ ارشاد فرمایا۔ یہ غلط فہمی بھی غیر تدبّر کا نتیجہ ہے۔

یہ درست ہے کہ پہلے کوئی امتی نبی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا جس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کو براہِ راست مقام نبوت پر فائز فرمایا اور اس بات کا کوئی دخل نہ تھا کہ وہ اپنے سے پہلے نبی کی کامل پیروی کرتے ہیں یا نہیں، اس کی کامل

اتباع کرتے ہیں یا نہیں، اس سے فیضان پایا یا نہیں۔ خدا تعالیٰ نے بہت سی قوموں میں ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر انبیاء نازل فرمائے جو رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں بہت سے نبی بھجوائے گئے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل کروایا اور وہ حضرت موسیٰ کی امت میں سے تھے مگر انہیں امتی نبی کا مقام عطا نہیں کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں آخری نبی تھے وہ بھی براہ راست نبوت کے مقام پر فائز کئے گئے مگر اس لئے نہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے سچی اور کامل محبت کی ہو اور ان سے فیضان حاصل کیا ہو۔ سیّد الانبیاء نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ چونکہ خاتم الانبیاء تھے جنہیں نبوت کے تمام کمالات بدرجہ اتم عطاء فرمائے گئے اس لئے یہ اعزاز صرف اور صرف آپؐ کے لئے مخصوص ہوا کہ آپؐ کی کامل اتباع اور فیضان سے آپؐ کی امت میں ایسے اولیاء اور صلحاء اور مجدد پیدا ہوں جو آپؐ کی امت میں تجدیدِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ انبیاء سابقہ کا زمانہ اور فیضان محدود تھا اور ان کی شریعت محدود وقت کے لئے تھی اس لئے ضروری نہیں تھا کہ ان قوموں میں امتی نبی پیدا کئے جاتے۔ مگر سیّد الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی شریعت تا قیامت جاری رہنی تھی اور زمانہ محدود نہ تھا اور پیغام کسی مخصوص قوم کے لئے نہیں تھا بلکہ ساری دنیا کے لئے تھا اور آپؐ کا فیضان ہمیشہ جاری رہنا تھا اس لئے لازمی تھا کہ امتِ مسلمہ میں اولیاء اور مجدد پیدا ہوں اور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق مسیح موعود بھی آپؐ کی امت میں سے پیدا ہو نہ کہ آپؐ کی امت کو سلسلہ موسویہ کے ایک نبی کے احسان کا بوجھ اٹھانا پڑے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اس جگہ یہ سوال طبعاً ہوسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت میں بہت سے نبی گزرے ہیں پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا **لیکن اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔** اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اسرائیلی نبیوں کو الگ کرکے باقی تمام لوگ اکثر موسوی امت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا۔ بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے مگر امت محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے کیونکہ شریعت آنحضرت ﷺ پر ختم ہے اور **آنحضرت ﷺ کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے** جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اُس نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے پایا نہ براہ راست۔'' (تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 401 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''**اُمتی اس شخص کو کہتے ہیں جو بغیر پیروی آنحضرت ﷺ کے کسی طرح اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔** پس کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ گمان ہوسکتا ہے کہ وہ اُس وقت تک ناقص ہی رہیں گے جب تک دوبارہ دنیا میں آکر آنحضرت ﷺ کی اُمت میں داخل نہیں ہوں گے اور آپ کی پیروی نہیں کریں گے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 352 حاشیہ)

امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مُصلح کی ضرورت ہے اور **خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو سے نبی** کیونکہ اللہ جَلَّشَانُہٗ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خَاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خَاتَمُ النَّبِیّٖن ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنی میری امّت کے علماء ...................

ہوں گے اور بنی اسرائیل میں **اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہِ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔** اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 101-99 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف **یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت ﷺ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں** اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے

ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن:27-28) یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے **نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا** اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔" (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 407-406)

## امتی نبی از حدیث واقوال ائمہ سلف

عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ ؓ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ. (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم حدیث:3449)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تم ہی میں سے تمہارے امام ہوں گے۔

علامہ اسماعیل حقی بروسوی سورۃ احزاب کی آیت 41 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:
حِيْنَ يَنْزِلُ اِنَّمَا يَنْزِلُ عَلٰى شَرِيْعَةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُصَلِّيًا اِلٰى قِبْلَتِهٖ كَاَنَّهٗ بَعْضُ اُمَّتِهٖ. (روح البیان فی تفسیر القرآن تالیف امام اسماعیل حقی سورۃ احزاب آیت 41)

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر نازل ہوں گے آپ کے ہی قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے ہوں گے **گویا کہ وہ آپ کی امت میں سے ہی کوئی شخص ہیں۔**"

حضرت امام ملا علی قاریؒ حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی تشریح میں فرماتے ہیں:
"وَلَا مُنَافَاةَ بَيْنَ اَنْ يَكُوْنَ نَبِيًّا وَيَكُوْنُ مُتَابِعًا لِنَبِيِّنَا ﷺ فِیْ بَيَانِ اَحْكَامِ شَرِيْعَتِهٖ." (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب علی حدیث 6087)
اور اس میں کوئی تناقض نہیں کہ ایک شخص نبی بھی ہو اور شریعت کے احکام کو بیان کرنے میں ہمارے نبی ﷺ کا تابع بھی ہو۔

حضرت امام ملا علی قاری حدیث لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا کی تشریح میں فرماتے ہیں: قُلْتُ: وَمَعَ هٰذَا لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ وَ صَارَ نَبِيًّا، وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِيًّا لَكَانَ مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَعِيْسٰى وَالْخِضَرِ وَاِلْيَاسَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اِذِ الْمَعْنٰى: اَنَّهٗ لَا يَاْتِیْ نَبِیٌّ بَعْدَهٗ يَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ. (الموضوعات الکبریٰ تالیف ملا علی قاری حرف اللام حدیث:745)

"بایں ہمہ یہ بات بھی ہے کہ اگر ابراہیمؓ زندہ رہتے اور نبی بن جاتے نیز حضرت عمرؓ بھی نبی ہو جاتے تو وہ دونوں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام، اور حضرت الیاس علیہ السلام کی طرح آنحضرت ﷺ کے تابع نبیوں میں سے ہوتے۔ پس یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے ہرگز مخالف نہیں۔ **کیونکہ خاتم النبیین کے تو یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو آپ ﷺ کے دین کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو** ۔ اس مفہوم کی تقویت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔" (الموضوعات الکبریٰ تالیف ملا علی قاری حرف اللام حدیث:745)

حضرت محی الدین ابن العربیؒ (وفات 638 ہجری) حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی تشریح میں تحریر فرماتے ھیں: وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ ﷺ: اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ اَیْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ يَكُوْنُ عَلٰى شَرْعٍ يُخَالِفُ شَرْعِیْ، بَلْ اِذَا كَانَ يَكُوْنُ تَحْتَ حُكْمِ شَرِيْعَتِیْ. (فتوحات المکیۃ لابن عربی الباب 73 فی معرفۃ عدد ما یحصل من الاسرار ..... الجزء الثانی صفحہ 6 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ایڈیشن اول)

(ترجمہ) یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ اب رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے میرے بعد نہ رسول ہے اور نہ نبی۔ یعنی کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو بلکہ جب کبھی نبی آئے گا **تو وہ میری شریعت کے تابع ہوگا۔**"

## کامل متابعت اور فیضان رسولؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو شرف آپؑ کو حاصل ہوا وہ سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کامل پیروی سے حاصل ہوا اور ممکن نہ تھا کہ اس کے بغیر آپؑ شرفِ مکالمہ ومخاطبہ سے سرفراز کئے جاتے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی احیائے دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کی تعین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اس اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا "هٰذا رجلٌ یحب رسول الله" یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو اس شخص میں محقق ہے" (براہین احمدیہ صفحہ 576 حاشیہ در حاشیہ)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں "سو میں نے خدا کے فضل سے، نہ اپنے کسی ہنر

سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّدو مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے''۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 57)

''خداوند کریم نے اُسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے۔ اور علوم لُدنیّہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرارِ مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے۔ اور بار ہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بہمین متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ ہیں''۔ (براہین احمدیہ 633 حاشیہ 11)

امتی اور ظلی نبوت عطا کئے جانے کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''میں اُسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابنِ مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی ﷺ سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرفِ مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوتِ محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی''۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ 24)

## مہدی اور مسیح کا انکار

بعض مسلمان کہتے ہیں کہ ہمیں کسی مسیح یا مہدی کی ضرورت نہیں ہمارے لئے ہمارا مذہب ہی کافی ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اگر میں خود دعویٰ کرتا ہوں تو بے شک مجھے جھوٹا سمجھو۔ لیکن اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے میری گواہی دیتا ہے اور خود میرا خدا میرے لئے نشان دکھلاتا ہے تو اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ یہ مت کہو کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں کسی مسیح وغیرہ کے قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اسے قبول کرتا ہے جس نے میرے لئے آج سے تیرہ سو برس پہلے لکھا ہے اور میرے وقت اور زمانہ اور میرے کام کے نشان بتلائے ہیں اور جو مجھے رد کرتا ہے وہ اسے رد کرتا ہے جس نے حکم دیا کہ اِسے مانو''۔ (ایام الصلح صفحہ 93)

## کوئی آسمان سے نہیں اترے گا

''اے تمام لوگو سن لو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رہے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **یا حسرۃً علی العباد ما یأتیھم من رسولٍ الّا کانو بہ یستھزؤن**۔ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔

یاد رکھو! کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتا نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے''۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 64-65)

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذُریّت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا اور وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فَرْزَنْدِ دِلْبَنْد گرامی و اَرْجُمَنْد مَظْهَرُ الْحَقِ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لیکن یہ عاجز ایک خاص پیشگوئی کے مطابق جو خدائے تعالیٰ کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے مسیح موعود کے نام پر آیا ہے۔''

(باقی صفحہ 14 پر جاری ہے)

# حضرت مسیح موعودؑ کی کونسی ادا پیاری لگی!!

## (حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

اخبار''الحکم''26ردسمبر1935ء سے ایک مضمون منقول ہے جس میں اس سوال کے جواب میں کہ''آپؑ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کونسی ادا پیاری لگی؟'' بہت سے صحابہ کرام نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور یہ مضمون ایک خوشنما اور خوشبودار گلدستہ کی صورت میں ہدیۂ قارئین ہے:

☆ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساویؓ نے بیان فرمایا: میرا محبوب دشمنوں کا بھی ہمدرد تھا، غریبوں کا غمگسار تھا، اس کو کسی بڑائی کی خواہش نہ تھی۔......ان اوصاف سے متصف محبوب کی کس ادا کو پیارا کہوں اور کس ادا کو دوسری پر ترجیح دوں!

☆ مکرم مہاشہ محمد عمر صاحب نے فرمایا: میرے دلبر آقا کی تحدی اور یقین نے وہ اثر کیا کہ مَیں اس کی ادا پر قربان ہوگیا۔

☆ حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ آف پشاور نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام سادگی کے مجسمے اور تکلفات سے دُور تھے۔

☆ حضرت بابا محمد حسن صاحبؓ نے فرمایا: حضورؑ کی شان یہ تھی کہ ہر ایک آدمی جو حضورؑ سے وابستہ تھا، اس سے ایسی محبت کرتے تھے کہ وہ یہ سمجھنے لگتا کہ حضورؑ مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

☆ حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحبؓ نے فرمایا کہ مَیں سکھ سے مسلمان ہوا۔ میرا دل اُسی محبت کا شکار ہوا جو حضورؑ اپنے خدام سے فرمایا کرتے تھے۔

☆ مکرم غلام محمد صاحب اختر کو حضور علیہ السلام کی قبولیت دعا پیاری لگی۔

☆ حضرت بھائی مدد خان صاحبؓ نے فرمایا: مجھے حضورؑ کا چہرہ بہت پیارا لگتا تھا، مَیں جب اس کو دیکھتا تو اپنے سارے غم بھول جاتا۔

☆ حضرت بابا کریم بخش صاحبؓ مہاجر نے فرمایا کہ مَیں نے جب حضورؑ کو پہلی دفعہ دیکھا تو حضورؑ کا جلوہ مجھے بہت پیارا لگا جس نے میری قوت کو صلب کر دیا۔...... اس میں کونسا جادو تھا، مَیں نہ جان سکا۔

☆ حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحبؓ نے فرمایا کہ حضورؑ اس قدر مجسمہ حسن و اخلاق تھے کہ حضورؑ کی کس ادا کو پیارا کہوں اور کس کو نہ کہوں!۔

☆ مکرم مولوی عبداللہ صاحب اعجاز نے فرمایا

ز سرِ فرق تا بہ قدم ہر کجا مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا ایں جا است

(یعنی سر سے لے کر پاؤں تک آپ کا وجود اتنا خوبصورت ہے کہ میرا دل ہر جگہ اٹک اٹک جاتا ہے)

☆ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے فرمایا کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی صورت بڑی پیاری لگتی تھی۔ آنکھوں کی غنودگی دل پر ہمیشہ یہ اثر پیدا کرتی تھی کہ حضورؑ ذکر الٰہی میں مستغرق ہیں۔

☆ مکرم چودھری مظفر الدین صاحب بنگالی کو حضورؑ کی امن پسندی بہت پسند آئی۔

☆ حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ نے فرمایا کہ میرا آقا **سیّدالقومِ خادمھم** کا مصداق تھا...... گرمی کا موسم تھا، حضورؑ نے فجر کی نماز کے بعد مجھے گورداسپور بھیجا۔ مَیں وہاں سے بارہ بجے سخت دھوپ میں واپس آیا۔ حضرت اس وقت آرام فرمار ہے تھے۔ مَیں نے حاضر ہوکر جواب پیش کیا۔ حضورؑ نے ازراہ شفقت فرمایا کہ میاں فضل الرحمٰن! تم بیٹھو، مَیں تمہارے لئے شربت لاتا ہوں۔ مَیں گرمی کا مارا ہوا تھا اور سفر کی منزل سے تھکا ہوا تھا۔ بستر پر لیٹ گیا کہ جب حضورؑ کی آہٹ پاؤں گا تو اٹھ کر بیٹھ جاؤں گا۔ لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ حضورؑ آئے اور مجھے معلوم نہ ہوا۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد آنکھ کھلی۔ دیکھا میرا آقا سید و مولیٰ کھڑا ہے۔ پنکھے کی رسی اُس کے ہاتھ میں ہے اور مجھے ہوا دے رہا ہے۔ مَیں دیکھتے ہی بے قرار ہوگیا اور گھبراہٹ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ حضورؑ نے میری ندامت کو دیکھ کر فرمایا: گھبرانے کی کوئی بات نہیں، آپ تھکے ہوئے تھے، مَیں نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ یہ لو شربت پی لو۔ ایسے محسن آقا کی ہر شان جب مجھے یاد آتی ہے، میری آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے ہیں۔

☆ حضرت بابو محمد اسماعیل صاحبؓ کو حضورؑ کا آنحضورﷺ سے عشق بہت پیارا لگتا تھا۔

☆ حضرت بابو وزیر خان صاحبؓ نے فرمایا کہ حضورؑ کا چہرہ اس قدر خوبصورت تھا کہ یہ خوبصورتی مَیں نے کسی انسان میں نہ دیکھی۔

☆ حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب قریشی نے فرمایا کہ مجھے تو حضورؑ کے اخلاق نے گرویدہ کر لیا۔

☆ حضرت پیر مظہر حق صاحبؓ نے فرمایا کہ ہم بہت سے بچے اکٹھے ہوکر اُس کمرے کے باہر شور مچاتے اور کھیلتے جہاں حضورؑ آرام فرماتے بلکہ فٹ بال کھیلتے ہوئے اُس دروازہ میں بھی ککیں لگاتے جس کمرے کے اندر حضورؑ آرام فرمایا کرتے مگر وہ اخلاق کا مجسمہ کبھی ناراض نہ ہوتا اور کبھی نہ ڈانٹتا۔ مَیں اب پورے شعور کے ساتھ انسانی فطرت کا مطالعہ کرتا ہوں اور اس عظیم الشان شخص کے اخلاق کو دیکھتا ہوں تو حیرانی میں گم ہو جاتا ہوں۔

☆ حضرت منشی کظیم الرحمٰن صاحبؓ نے فرمایا کہ جو بچے تعلیم کیلئے قادیان آتے، حضورؑ اُن پر اپنے بچوں کی طرح مہربان تھے۔ ایک دفعہ میرے بھائی محب الرحمٰن کے روپیہ آنے میں تاخیر ہوئی اور ضابطہ کے مطابق اُن کی روٹی بند ہوگئی۔ انہوں نے چند دن کسی دوسرے شخص سے مل کر کھانا کھایا۔ جب حضورؑ کو علم ہوا تو آپؑ سپرنٹنڈنٹ پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ بچے میرے پاس آئے ہیں، کسی کو حق نہیں کہ ان کی روٹی بند کرے۔ میرے بھائی کو بلوا کر اُس کی بڑی دلداری کی۔

☆ حضرت حکیم عبدالعزیز صاحبؓ پسروری کو حضورؑ کے تقویٰ نے اپنا گرویدہ کر لیا۔

☆ حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؓ نے فرمایا: میرے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کی ہر ایک ادا دلربا و دلکش تھی، کس کو کس پر ترجیح دوں:-

کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا ایں جا است

(یعنی: آپؐ کے حسن کا کرشمہ دامنِ دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔)

☆ حضرت شیخ نورالدین صاحبؓ تاجر قادیان پر ملاقات کے وقت حضورؑ کی مسرت اور بشاشت نے بہت اثر ڈالا۔

☆ حضرت عبدالرحیم صاحبؓ چشم دہلوی حضورؑ کے غضِ بصر پر فدا تھے۔

☆ حضرت مولوی فضل محمد صاحبؓ ہرسیاں والے کے دل پر حضورؑ کی وسعت حوصلہ کا بہت اثر تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مَیں کئی دفعہ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ایسی باتیں کرتا جن کا حضورؑ سے کوئی تعلق نہ ہوتا۔ مجھے اب وہ باتیں یاد آتی ہیں تو حضورؑ کے قیمتی وقت ضائع کرنے کا افسوس کرتا ہوں مگر حضورؑ نے کبھی بات سننے میں بے پروائی کا اظہار نہیں کیا اور کبھی نہیں فرمایا کہ بس کرو، مجھے کوئی اَور کام ہے۔

☆ حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحبؓ نے فرمایا کہ ہر شخص خیال کرتا کہ حضورؑ مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اور حضورؑ کا پگڑی باندھنا اور پگڑی کے پیچ مجھے بہت ہی بھاتے۔

☆ حضرت مولوی عبیداللہ صاحب بقاپوریؓ نے بیان فرمایا کہ حضورؑ کا میری پیٹھ پر اپنا دست مبارک پھیرنا مَیں کبھی نہیں بھول سکتا، ایک مقناطیسی قوت تھی جو بجلی کی رَو کی طرح تمام بدن میں دوڑ گئی۔

☆ حضرت بابو محمد سعید صاحبؓ ارشد نے فرمایا کہ طاعون کے زمانہ میں آدمیوں کی ہلاکت اور احمدیوں کی حفاظت کے نشان کی شوکت، جلال اور رعب کا مجھ پر آج بھی گہرا اثر ہے۔

☆ حضرت حبیب احمد صاحبؓ کاتب نے بیان کیا کہ وہ لاریب سلطان القلم تھا، مجھے اُس کی گردشِ قلم نے موہ لیا۔

☆ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ نے فرمایا کہ مَیں تو حضورؑ کی نگاہ کا کشتہ ہوں۔ مَیں جب پہلی بار قادیان آیا تو پوربی زبان میں ایک نظم کہی جس کا ایک مصرعہ تھا:　اے گوپال! ہماری طرف بھی ایک نظر فرما

حضورؑ نے یہ سن کر آنکھ اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اس نظر کا جادو مجھ پر ایسا ہوا کہ مَیں اس کا نقشہ کھینچ نہیں سکتا...... خدا کی قسم! اس نظر کے بعد اس سے بہتر اور خوبصورت نظر آج تک نظر نہ آئی۔

☆ حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی نے بیان فرمایا کہ مخالفین نے میرا مکان مجھ سے چھین لیا تو مَیں نے حضورؑ سے شکوہ کیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ لوگ ختنوں اور شادیوں پر مکانات فروخت کر دیتے ہیں، آپکا مکان خدا کیلئے جاتا ہے تو جانے دو۔ اس دن سے میرے دل میں سے مکانوں وغیرہ کی محبت جاتی رہی۔ ہاں خدا نے پھر اپنے فضل سے مجھے سب کچھ دیدیا جو مَیں انعام سمجھتا ہوں۔

☆ حضرت مرزا ارشد بیگ صاحبؓ حضورؑ کی آنکھوں کے متوالے تھے۔ جو حیا اور لطف اُن آنکھوں میں دیکھا وہ کسی کی آنکھوں میں نہ دیکھا۔

☆ حضرت اللہ دین صاحبؓ (فلاسفر) نے فرمایا کہ مَیں حیران ہوں کہ حضورؑ کی کس ادا کو پیاری کہوں اور کس کو نہ کہوں۔

---

بقیہ از صفحہ 12:

## حضرت مسیح موعودؑ کا مقام اور دعویٰ

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 180-179)

بمطابق فرمانِ رسول کریم ﷺ کہ آنے والا الحکم وعدل ہو گا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے بلکہ سُنن انبیاء کی سی حیثیت ہے۔ مجھے ایک سماوی آدمی مانو پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہیں ایک دم میں طے ہو سکتی ہیں۔ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر حکم بن کر آیا ہے جو معنے قرآنِ شریف کے وہ کرے گا وہی صحیح ہوں گے اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے گا وہی حدیث صحیح حدیث ہو گی"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 140)

"یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان میں ہوں اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے۔...... یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدّد سب داخل ہیں مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات اُن کو دیئے گئے ہیں گو وہ ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے"۔ (ضرورۃ الامام صفحہ 24)

"میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلّی اور بروزی طور پر نبی ہوں۔ اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو ردّ کر دیا۔ میں صرف یہ نہیں کہتا کہ میں اگر جھوٹا ہوتا تو ہلاک کیا جاتا بلکہ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور داؤدؑ اور آنحضرت ﷺ کی طرح سچا ہوں اور میری تصدیق کے لئے خدا نے دس ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھلائے ہیں۔ قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے"۔ (تحفۃ الندوہ صفحہ 4)

آپؑ مزید درج فرماتے ہیں "میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 68)

نیز آپؑ نے فرمایا: "خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی سے کہتا ہوں وہ جو آنے والا تھا وہ میں ہوں۔ قدیم سے خدا تعالیٰ نے منہاجِ نبوت پر جو طریق ثبوت کا رکھا ہوا ہے وہ مجھ سے جس کا جی چاہے لے لے"۔ (ملفوظات جلد چہارم)

# حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

# صحابہ رضی اللہ عنہ کا مقام

(نوید احمد)

جب بھی خدا تعالیٰ اپنے چنیدہ بندوں کو بنی نوع انسان کی اصلاح کے لئے منصب نبوت پر سرفراز فرماتا ہے تو وہ خود ان کی پشت پناہی کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنی ذات کو ان پر ایسے ظاہر فرماتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اُن کے یقین اور اعتماد کو ختم نہیں کر سکتی۔ وہ پہاڑوں جیسی مشکلات اور مصائب کا بڑی ہمت، خوشی اور دلیری سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور کوئی ایذاء یا ابتلاء ان کے ثباتِ قدم کو ڈگمگا نہیں سکتا۔ انہیں اس بات کا کامل یقین عطا کیا جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے ایسے نظارے دیکھتے ہیں جو اُن کے لئے اور ان کے ماننے والوں کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب بنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی غالب قوت سے اُن کی مدد فرماتا ہے اور خارق عادت سلوک سے انہیں اُن کے منکرین پر غلبہ بخشتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے جیسا کہ وہ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قرآن کریم میں انبیاء کی تاریخ کا مطالعہ اس بات پر گواہ ہے کہ باوجود ہزار مشکلات اور نامساعد حالات کے بالآخر خدا تعالیٰ اور اس کے انبیاء ہی غلبہ حاصل کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ مختلف راہوں سے ان کی مدد فرماتا ہے اور انہیں ایسے سلطانِ نصیر عطا فرماتا ہے جو ان کے رنگ میں رنگین ہو کر اُن کے کاموں میں اس کے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس امر کا نمونہ ہمیں ہر نبی کی ذات میں دکھائی دیتا ہے مگر اس کا اکمل اور اعلیٰ ترین نمونہ ہمیں سردارِ دو عالم فخر الانبیاء ﷺ کی ذاتِ مقدس میں دکھائی دیتا ہے۔ آپؐ کی مقدس ذات میں ایک ایسی بینظیر مقناطیسی کشش ودیعت کی گئی تھی کہ صحابہؓ بے اختیار آپؐ کی طرف کھنچے چلے آئے اور پھر انہوں نے صدق و وفا کا ایسا نمونہ دکھلایا جس کی مثال رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ آپؐ کی محبت میں انہوں نے اپنے مال و دولت، رشتوں اور عزیز و اقارب کو الوداع کہہ دیا اور ہجرت کے بعد اپنے وطنوں کی یاد کو بھی ترک کر دیا۔ تاریخ اسلام ان کی لازوال محبت کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔

اس زمانہ میں پھر اسی نظارہ کا ظہور ہوا ہے اور سیّد الانبیاء ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اسی مقناطیسی کشش میں سے حصہ دیا گیا اور آپؑ کو بھی بے شمار فدائی غلام عطا فرمائے گئے جن کے بابرکت وجودوں نے اسلام کے دورِ اوّل کی یاد تازہ کر دی۔ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ صحابہؓ کی بے مثال قربانیوں اور ان کے لازوال عشق و وفا کی داستانوں پر محیط ہے۔ یہ سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات میں ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد آپؑ کے خلفاء کی زندگیوں میں بھی وہی نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ اس مختصر مضمون میں اُن خوش نصیبوں کا تذکرہ مقصود ہے جن کا ذکر خود خدا تعالیٰ کے فرستادہ نے اپنے قلم سے اپنی تحریرات میں فرمایا ہے۔ دیکھیں کہ ان کا مقام اپنے آقا کی نظر میں کیا تھا اور کوشش کریں کہ ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر سعادت حاصل کر سکیں۔

## حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا مقام

جماعت احمدیہ کی تاسیس سے قبل ہی حضرت مولانا حکیم نور الدینؓ ایک نابغہ روزگار وجود انسان تھے۔ ہندوستان اور مکہ اور مدینہ کی درسگاہوں سے تعلیم کے نور سے منور، طب اور حکمت کے خداداد علم کی بدولت راجوں مہاراجوں کے منظور نظر تھے اور سارے ہندوستان میں آپ کا شہرہ تھا۔ جہاں دینی اور دنیاوی علوم سے مالا مال تھے وہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے مال و دولت کی فراوانی بھی عطا تھی جسے بے دریغ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کرنے کی توفیق ملتی تھی۔ جس محفل میں تشریف لے جاتے اس محفل کی جان بن جاتے مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی تو ساری دنیا کو ترک کر کے قادیان کی بستی میں اپنے آقا کے قدموں میں بیٹھ گئے اور سلطانِ نصیر ہونے کا ایسا حق ادا کیا کہ رہتی دنیا تک آپ کا نام خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے نام کے ساتھ ایک لازوال شان کے ساتھ منسلک رہے گا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپؓ کے متعلق فرماتے ہیں: ''میرے محبین سب کے سب متقی ہیں لیکن ان میں سے بصیرت میں زیادہ قوی، علم میں حصہ کثیر رکھنے والا، رفق اور حلم میں افضل، ایمان اور اطاعت میں اکمل۔ محبت، معرفت، خشیت، یقین اور ثبات میں زیادہ مضبوط ایک مردِ مبارک، کریم، متقی عالم، صالح اور فقیہ و محدّث، جلیل القدر، حکیم حاذق، عظیم الشان، حاج الحرمین، حافظِ قرآن، قوم کے لحاظ سے قریشی اور نسب کے لحاظ سے فاروقی جس کا اسمِ گرامی مولوی حکیم نور الدین بھیروی ہے۔ اللہ دنیا اور دین میں اسے اس کا ثواب عطا فرمائے۔ وہ ان ابتدائی لوگوں میں سے ہے جنہوں نے صدق وصفا، محبت واخلاص اور وفا سے میری بیعت کی۔ وہ ایسا شخص ہے جو انقطاع، ایثار اور خدماتِ دین میں حیران کن مقام رکھتا ہے۔ اس نے اعلائے کلمہ اسلام کے لئے کئی طریق سے مال کثیر خرچ کیا ہے۔ میں نے اسے ایسے مخلصین میں پایا ہے جو اللہ سبحانہ کی رضا کو تمام رضاؤں پر اور بیویوں، بیٹوں اور بیٹیوں پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نے اسے ایسے لوگوں میں سے پایا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضات کی تلاش میں رہتے ہیں اور اپنے اموال اور اپنے نفوس کو خرچ کر کے اس کی رضا اور رضوان کے لئے کوشاں ہیں اور ہر حال میں شکر گزاری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا صادق صدیق عطا کیا ہے جو فاضل، جلیل القدر، شیر، باریک بین، گہری فکر والا اور خدا کی راہ کا مجاہد اور خدا کی خاطر کمال اخلاص سے ایسا محبت کرنے والا ہے کہ جس سے کوئی محبت کرنیوالا سبقت نہیں لے جاسکا''۔ (حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 180 تا 181)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔
''بعض تم میں سے ایسے بھی صادق ہیں جنہوں نے کسی نشان کی اپنے لئے ضرورت نہیں سمجھی گو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو سینکڑوں نشان دکھا دیئے۔ لیکن اگر ایک بھی نشان نہ ہوتا تب بھی مجھے صادق یقین کرتے اور میرے ساتھ تھے۔ چنانچہ مولوی نورالدین صاحب کسی نشان کے طالب نہ ہوئے۔ انہوں نے سنتے ہی آمنّا کہہ دیا اور فاروقی ہو کر صدیقی عمل کرلیا''۔ (الحکم جلد 6 نمبر 42 صفحہ 4 پرچہ 24 نومبر 1902ء)

ایک اور جگہ حضرت مسیح موعودؑ ''نشان آسمانی'' میں لکھتے ہیں:

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُراز نورِ یقین بودے

کیا ہی اچھا ہوا گر اُمّت میں سے ہر ایک نورالدین بن جائے اور ضرور ایسا ہی ہو۔ اگر ہر ایک دل اسی طرح نور سے پُر ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''حِبی فی اللہ مولوی حکیم نوردین صاحب بھیروی۔۔۔۔۔۔ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے مَیں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کرسکوں۔ مَیں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراحِ صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا ہے۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اوّل درجہ کے نکلے''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 520)

پھر آپ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے متعلق فرماتے ہیں:۔
''کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں دیکھی ......جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں''۔ (نشان آسمانی۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 407)

پھر ایک اور جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خلیفہ اوّلؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: ''اس جگہ مَیں اس بات کا اظہار اور اس کا شکر ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلے میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ مَیں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے جو صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔ سب سے پہلے مَیں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نور اخلاص کی طرح نورِدین ہے۔ مَیں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہ اسلام کے لئے وہ کررہے ہیں ہمیشہ ادب کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں۔ ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہے ہر وقت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور مَیں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کرکے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہردم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا ان کو معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی حکیم نورالدین بھیروی معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں، لکھتے ہیں:

مولانا، مرشدنا، امامنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عالی جناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو مَیں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں، آپ کا ہے۔ حضرت پیرومرشد! مَیں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔ ............ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو''۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور ان کی غمخواری اور دیانتداری جیسے ان کے قول سے ظاہر ہے اس سے بڑھ کر ان کے حال سے ان کی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کردیں۔ ان کی روح محبت کے جوش اور ہستی سے ان کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے۔ اور ہردم ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں''۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 25 تا 27)

## حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب آغاز سے ہی حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی صحبت سے مستفیض ہونے کی وجہ سے ان کے رنگ میں رنگین تھے اور ان کی طرح ہی اسلام کے فدائی تھے۔ خدا تعالیٰ نے علم ومعرفت سے نوازا ہوا تھا مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں حاضر ہوئے تو ایک اور ہی شان ظاہر ہوئی۔ آپ بھی ان بے شمار خدام میں شامل ہیں جنہوں نے قادیان آنے کے بعد ساری عمر اپنے آقا کے قدموں میں گزار دی اور اپنے وطنوں کی یاد کو بھی ہمیشہ کے لئے ترک کردیا۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں آپ کی خدمات ہمیشہ کے لئے قابل رشک اور قابل تقلید رہیں گی۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں: ''ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کے عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔ نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑی تھی اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں میں ان کو ایک نوکری دوسو روپے ماہوار کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کردیا۔ خاکساری کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزار دی۔ صرف عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اسلام پر جو اندرونی بیرونی حملے پڑتے تھے ان کے دفاع میں عمر بسر کردی۔ باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی۔ (سیرت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ 108)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے لوث دینی خدمات اور اَن گنت خوبیوں کے اعتراف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک فارسی نظم لکھی اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں جس نے شجاعت کے ساتھ صراطِ مستقیم پر جان دی۔ وہ دینِ اسلام کا حامی تھا اس کا خدا نے لیڈر نام رکھا تھا وہ خدائی اسرار کا عارف تھا اور دین متین کا خزانہ۔ اس نے سچائی کو اختیار کرلیا تھا اور اپنے اخلاص اور صدق کی وجہ سے ربِ علیم کی درگاہ میں رحمت کا مورد بن گیا تھا۔ اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت دلاتا رہتا ہے مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے۔ اس کی فطرت چونکہ فہمِ رسا کی آب و تاب رکھتی تھی اس لئے جو کچھ بھی ہم کہتے تھے وہ اس کی زیرک طبیعت میں داخل ہو جاتا تھا۔ اگرچہ ایسے یک رنگ کی جدائی سے دل کو تکلیف ہے لیکن خداوند کریم کے فعل پر راضی ہیں۔ اے خدا اس کی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرما اور نہایت درجہ فضل کے ساتھ اسے جنّت میں داخل کردے۔ (اخبار البدر۔ 9 فروری 1902)

## صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کا نام جماعت میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ افغانستان کے ایک نہایت ذی وجاہت خاندان کے فرد اور بے مثال علم و عرفان کے مالک اور بزرگ وجود تھے اور دربارِ شاہی میں ایسا مقام رکھتے تھے کہ بادشاہ کی رسم تاجپوشی آپ کے ہاتھوں سے ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لانے کے بعد انہیں ایسا ثبات قدم بخشا گیا کہ جس کی مثال اور نظیر صرف اسلام کے دورِ اوّل میں ملتی ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اپنی جانوں کی پرواہ نہ کی اسی طرح حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب نے بھی ویسا ہی نمونہ دکھایا اور جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''انہی دنوں میں جب کہ متواتر یہ وحی خدا کی مجھ پر ہوئی۔ اور نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے۔ اور میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ دنیا میں شائع ہوا۔ خوست علاقہ حدود کابل میں ایک بزرگ تک جن کا نام اخوندزادہ مولوی عبداللطیف ہے کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں اور وہ تمام دلائل جو نقل اور عقل اور تائیدات سماوی سے میں نے اپنی کتابوں میں لکھے تھے وہ سب دلیلیں ان کی نظر سے گزریں اور چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خدا ترس اور تقویٰ شعار تھے اس لئے ان کے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا اور ان کو اس دعویٰ کی تصدیق میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ اور ان کے پاک کانشنس نے بلا توقف مان لیا کہ یہ شخص منجانب اللہ ہے اور یہ دعویٰ صحیح ہے۔ تب انہوں نے میری کتابوں کو نہایت محبت سے دیکھنا شروع کیا اور ان کی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی یہاں تک کہ ان کے لئے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہوگیا۔ آخر اس زبردست کشش اور محبت اور اخلاص کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس غرض سے کہ ریاست کابل سے اجازت حاصل ہوجائے حج کے لئے مصمم ارادہ کیا اور امیر کابل سے اس سفر کے لئے درخواست کی۔ چونکہ وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء کے سردار سمجھے جاتے تھے اس لئے نہ صرف ان کو اجازت ہوئی بلکہ امداد کے طور پر کچھ روپیہ بھی دیا گیا۔ سو وہ اجازت حاصل کر کے قادیان میں پہنچے اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مَیں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعوے کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی مَیں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔ اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا''۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 109)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

''اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا۔ اور درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہیں۔ اور خدا کے خوش کرنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر مَیں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو مَیں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ اکثر لوگ باوجود...... بیعت کے اور باوجود میرے دعوے کی تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے بلکہ کچھ ملونی ان میں باقی رہ جاتی ہے اور ایک پوشیدہ بخل خواہ وہ جان کے متعلق ہو خواہ آبرو کے متعلق اور خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتوں کے متعلق ان کے ناکمل نفسوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی نسبت ہمیشہ میری یہ حالت رہتی ہے کہ مَیں ہمیشہ کسی خدمت دینی کے پیش کرنے کے وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ ان کو ابتلا پیش نہ آوے۔ اور اس خدمت کو اپنے پر ایک بوجھ سمجھ کر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہہ دیں۔ لیکن مَیں کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کروں جس نے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا کہ جس طرح کوئی ردّی چیز پھینک دی جاتی ہے۔ اکثر لوگوں کو مَیں دیکھتا ہوں کہ ان کا اوّل اور آخر برابر نہیں ہوتا اور ادنیٰ سی ٹھوکر یا شیطانی وسوسہ یا بدصحبت سے وہ گر جاتے ہیں۔ مگر اس جوانمرد مرحوم کی استقامت کی تفصیل مَیں کن الفاظ میں

بیان کروں کہ وہ نور یقین میں دم بدم ترقی کرتا گیا''۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 10)

پھر آپ نے فرمایا: ''شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی ۔ اب تک ان میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجالاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے۔ اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے۔ اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق وصفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلے میں بھی داخل ہو کر ان کی دنیا داری کم نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا۔ اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کے لئے طیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جواں مرد نے ظاہر کر دیا۔ اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔ خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے۔ اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہوں گے مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں کہ یہ نمونہ دکھائیں گے۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 85-75)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے۔ ﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَايَمُوْتُ فِيْهَا وَلَايَحْيٰ﴾ (سورۃ طٰہٰ:۷۵) افسوس کہ یہ امیر زیر آیت ﴿مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ (النساء:۹۴) داخل ہو گیا۔ اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اُس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں۔ جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں۔ اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے۔ مَیں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔'' (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 60)

پھر فرماتے ہیں: ''جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے اس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودا ہوں۔''
(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 مطبوعہ لندن صفحہ 75)

## حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: ''حبی فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب جو جوان صالح اور کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے۔ استقامت کے آثار وانوار ان میں ظاہر ہیں۔ وفاداری کی علامات وغیرہ میں قسمت زدہ ہیں۔ ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔ اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھتا ہے اور ادب، جس پر تمام مدار حصول فیض کا ہے اور حسن ظن جو اس راہ کا مرکب ہے دونوں سیرتیں ان میں پائی جاتی ہیں یعنی فیض اٹھانا اور حسن ظن رکھنا۔ جن کا یہ مجموعہ ہے یہ دونوں صفتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

## حضرت میاں عبداللہ سنوریؓ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حضرت میاں عبداللہ سنوریؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: ''حبی فی اللہ میاں عبداللہ سنوریؓ یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلاء جنبش نہیں لاسکتا وہ متفرق وقتوں میں دو دو تین تین ماہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا اور مَیں ہمیشہ بنظر ایمان اس کی اندرونی حالت پر نظر ڈالتا رہا ہوں تو میری فراست نے اس کی تہ تک پہنچنے سے جو کچھ معلوم کیا وہ یہ ہے کہ یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اس کے اس قدر تعلق محبت کی بجز اس بات کے اور کوئی وجہ نہیں کہ اس کے دل میں یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص محبان خدا اور رسول میں سے ہے''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 531)

## حضرت منشی اروڑا صاحبؓ

حضرت منشی اروڑا صاحبؓ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''حبی فی اللہ منشی محمد اروڑا نقشہ نویس مجسٹریٹی۔ منشی صاحب محبت اور خلوص اور ارادت میں زندہ دل آدمی ہیں۔ سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں۔ خدمات کو نہایت نشاط سے بجالاتے ہیں بلکہ وہ تو دن رات اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے۔ عزیز منشرح الصدر اور جانثار آدمی ہیں''۔

## حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ

اس امر کا بڑا جوش تھا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے قربانی کریں خود اپنی حالت تو ان کی یہ تھی نہایت عسر کے ساتھ گزارہ کرتے تھے بوجہ معذور ہونے کے کوئی کام بھی نہ کر سکتے تھے حضرت اقدس کا ایک خادم قدیم سمجھ کر بعض لوگ محبت و اخلاص کے ساتھ کچھ سلوک ان سے کرتے تھے۔ لیکن حافظ صاحب کا ہمیشہ یہ اصول تھا کہ وہ اس روپیہ کو جو اس طرح ملتا تھا کبھی اپنی ذاتی ضرورت پر خرچ نہیں کرتے بلکہ اس کو سلسلہ کی خدمت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور

پیش کر دیتے ۔ اور کبھی کوئی تحریک سلسلہ کی ایسی نہ ہوتی جن میں وہ شریک نہ ہوتے خواہ ایک پیسہ ہی دیں۔ حافظ صاحب کی ذاتی ضروریات کو دیکھتے ہوئے ان کی یہ قربانی معمولی قربانی نہ ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا حافظ صاحب کی ان خدمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ خود بھوکے رہ کے بھی خدمت کیا کرتے تھے''۔ (اصحاب احمد جلد 11، صفحہ 293)

## دیگر جانثار صحابہ کا ذکر خیر

اپنے بعض دیگر خدام کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''ایسا ہی ہمارے دلی محبّ مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو اس سلسلہ کی تائید کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں اور صاحبزادہ پیر جی سراج الحق صاحب نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کر کے اس جگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی ۔ اور میاں عبداللہ صاحب سنوری اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی ، اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی اور منشی چوہدری نبی بخش صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور اور منشی جلال الدین صاحب یلانی وغیرہ احباب اپنی اپنی طاقت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال دین اور امام دین کشمیری میرے گاؤں کے قریب رہنے والے ہیں۔ یہ تینوں غریب بھائی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ یہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ اس غریب نے شاید کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا''۔ (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد نمبر 11، صفحہ 314-313)

اسی طرح ایک خادم عبدالقادر جمال پوری کے متعلق فرماتے ہیں: ''مولوی عبدالقادر جوان صالح متقی مستقیم الاحوال ہے۔ اس ابتلاء کے وقت جو علماء میں بباعث نافہمی اور غلبۂ سوء ظن ایک طوفان کی طرح اٹھا مولوی صاحب کی بہت استقامت ظاہر ہوئی اور اوّل المومنین میں وہ داخل رہے بلکہ دعوت حق کرتے رہے۔ ان کا گزارہ ایک تھوڑی سی تنخواہ پر ہے تاہم اس سلسلہ کی امداد کے لئے دو آنے چھ پائی وہ ماہواری دیتے ہیں''۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 538)

''حیدر آباد کے ایک مولوی سید مردان علی صاحب اور مولوی سید ظہور علی صاحب اور مولوی عبدالحمید صاحب دس دس روپیہ اپنی تنخواہ میں سے دیتے ہیں۔ اور اسی طرح مفتی محمد صادق صاحب بھیروی اور منشی اروڑا صاحب کپورتھلہ اور ان کے رفیق اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب چکراتہ اور ڈاکٹر بوڑے خان صاحب قصور اور سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیئر ، اور حکیم فضل الدین صاحب بھیروی اور خلیفہ نور دین صاحب جموں سب بدل و جان اس راہ میں مصروف ہیں۔ ایسا ہی ہماری مخلص اور محبّ جماعت سیالکوٹ یہ تمام محبین اپنی اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں مصروف ہیں۔ اسی طرح محبی انوار حسین صاحب رئیس شاہ آباد بدل و جان خدمت میں لگے ہوئے ہیں''۔ (ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313)

پھر فرماتے ہیں:۔

''حبّی فی اللہ بابو کرم الٰہی صاحب ریکارڈ کلرک راجپورہ ریاست پٹیالہ۔ بابو صاحب متانت شعار مخلص آدمی ہیں۔ وہ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ آپ کے رسالوں کے پڑھنے کے بعد بعض علماء طرح طرح کے توہمات میں مبتلا ہوگئے ہیں مگر الحمدللہ میرے دل میں ایک ذرّہ بھی شک راہ نہیں پایا۔ سو میں اس کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا کیونکہ ایسے طوفان کے وقت میں شکوک اور شبہات سے بچنا بشر کے اختیار میں نہیں۔ میری تنخواہ بہت کم ہے مگر تاہم کم سے کم ایک روپیہ ماہواری آپ کے سلسلہ کی امداد کے لئے بھیجا کروں گا کیونکہ تھوڑی خدمت میں بھی شریک ہو جانا بکلی محروم رہنے سے بہتر ہے''۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 538)

منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے دو قابل رشک مخلصین کا ذکر:

''ان دنوں میں میری جماعت میں سے دو ایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کے لئے چندہ دیا ہے جو باقی دوستوں کے لئے درحقیقت جائے رشک ہیں۔ ایک ان میں سے منشی عبدالعزیز نام ضلع گورداسپور میں پٹواری ہیں جنہوں نے باوجود اپنی کم سرمائیگی کے ایک سو روپیہ اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سو روپیہ کئی سال کا ان کا اندوختہ ہوگا۔ اور زیادہ وہ قابل تعریف اس سے بھی ہیں کہ ابھی وہ ایک اور کام میں سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 532)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ: ''حبی فی اللہ سید فضل شاہ صاحب لاہوری اصل سکنہ ریاست جموں نہایت صاف باطن اور محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے اور کامل اعتقاد کے نور سے منور ہیں اور مال و جان سے حاضر ہیں اور ادب اور حسن ظن جو اس راہ میں ضروریات سے ہے ایک عجیب انکسار کے ساتھ ان میں پایا جاتا ہے وہ تہ دل سے سچی اور پاک اور کامل ارادت اس عاجز سے رکھتے ہیں اور للّٰہی تعلق اور حُب میں اعلیٰ درجہ انہیں حاصل ہے اور یکرنگی اور وفاداری کی صفت ان میں صاف طور پر نمایاں ہے اور اُن کے برادر حقیقی ناصر شاہ بھی اس عاجز سے تعلق بیعت رکھتے ہیں اور ان کے ماموں منشی کرم الٰہی صاحب بھی اس عاجز کے یکرنگ دوست ہیں۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 532)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے ہم وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آ کر آباد ہوئے ہیں۔ (اصحاب احمد جلد پنجم حصہ سوم صفحہ 103)

پھر حکیم فضل دین صاحب کا نمونہ ہمدردی اسلام کے بارہ میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''حبی فی اللہ حکیم فضل دین صاحب بھیروی۔ حکیم صاحب اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب کے دوستوں میں سے اور ان کے رنگ اخلاق سے رنگین اور بہت بااخلاص آدمی ہیں۔ مَیں جانتا ہوں کہ ان کو اللہ اور

رسول سے سچی محبت ہے اور اسی وجہ سے وہ اس عاجز کو خادم دین دیکھ کر حُبّ لِلّٰہ کی شرط کو بجالا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دین اسلام کی حقانیت کے پھیلانے میں اُسی عشق کا وافر حصہ ملا ہے جو تقسیم ازلی سے میرے پیارے بھائی مولوی حکیم نور دین صاحب کو دیا گیا ہے۔ وہ اس سلسلہ کے دینی اخراجات کو بنظر غور دیکھ کر ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ چندہ کی صورت پر کوئی ان کو احسن انتظام ہو جائے''۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 522)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

اور وہ گروہ مخلص جو ہماری جماعت سے کاروبار تجارت میں مشغول ہے ان میں سے ایک جبی فی اللہ سیٹھ عبدالرحمان صاحب تاجر مدراس قابل تعریف ہیں اور انہوں نے بہت سے موقعہ ثواب کے حاصل کئے ہیں۔ وہ اس قدر پُر جوش محبّ ہیں کہ اتنی دور رہ کر پھر نزدیک ہیں اور ہمارے سلسلہ کے لنگر خانہ کی بہت سی مدد کرتے ہیں اور ان کا صدق اور ان کی مسلسل خدمات جو محبت اور اعتقاد اور یقین سے بھری ہوئی ہیں تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہیں کیونکہ تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں...... میں خوب جانتا ہوں کہ شیخ صاحب موصوف دل و جان سے ہمارے محبّ ہیں۔ انہوں نے فوجداری مقدمات میں جو میرے پر کئے گئے تھے اپنے بہت سے روپیہ سے میری مدد کی اور جوش محبت سے دیوانہ وار سرگرداں ہو کر میری ہمدردی کرتے رہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 159-158)

''جبی فی اللہ مولوی غلام حسن صاحب پشاوری اس وقت لدھیانہ میں میرے پاس موجود ہیں۔ محض ملاقات کی غرض سے پشاور سے تشریف لائے ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ وفادار مخلص ہیں اور لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ میں داخل ہیں۔ جوش ہمدردی کی راہ سے دو روپیہ ماہواری چندہ دیتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ بہت جلد للّہی راہوں اور دینی معارف میں ترقی کریں گے کیونکہ فطرت نورانی رکھتے ہیں''۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 540)

''جبّی فی اللہ مولوی حکیم غلام احمد صاحب انجینئر ریاست جموں۔ مولوی صاحب موصوف نہایت سادہ وضع، یک رنگ، صاف باطن دوست ہیں اور عطرِ محبت اور اخلاص سے ان کا دل معطر ہے۔ دینی امدادات میں پورے پورے صدق سے حاضر ہیں۔ مولوی صاحب اکثر علوم وفنون میں کامل لیاقت رکھتے ہیں اور ان کے چہرہ پر استقامت وشجاعت کے انوار پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ کے چندہ میں دو روپیہ ماہواری انہوں نے اپنی مرضی سے مقرر کیا ہے۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء''۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 532-531)

رسالہ انصار الدین کا سالانہ چندہ صرف پانچ پاؤنڈ ہے۔ براہ کرم یہ چندہ ازخود اپنے زعیم حلقہ کو دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

رسالہ میں بہتری سے متعلق اگر آپ کی قیمتی آراء بھی ہمیں موصول ہوں تو اُس کے لئے ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مدیر اعلیٰ 02089920843)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''بطور شکر احسان باری تعالیٰ کے اس بات کا ذکر کرنا واجبات سے ہے کہ میرے اہم کام تحریر تالیفات میں خدا تعالیٰ کے فضل نے مجھے ایک عمدہ اور قابل قدر مخلص دیا ہے یعنی عزیزی میاں منظور محمد کاپی نویس جو نہایت خوشخط ہے جو نہ دنیا کے لئے بلکہ محض دین کی محبت سے کام کرتا ہے...... اسی جگہ قادیان میں اقامت اختیار کی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے کہ میری مرضی کے موافق ایسا مخلص سرگرم مجھے میسّر آیا ہے کہ میں ہر ایک وقت دن کو یا رات کو کاپی نویسی کی خدمت اس سے لیتا ہوں۔ اور وہ پوری جانفشانی سے خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس روحانی جنگ کے وقت میں میری طرف سے دشمنوں کو شکست دینے والے رسالوں کے ذریعہ سے تاڑ تاڑ مخالفوں پر فیر ہو رہے ہیں اور درحقیقت ایسے موید اسباب میسّر کر دینا یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے جس طرف سے دیکھا جائے تمام نیک اسباب میرے لئے میسّر کئے گئے ہیں۔ اور تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے کہ گویا میں نہیں فرشتے لکھتے جاتے ہیں''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 160)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

''اخویم شیخ محمد حسین مرادآبادی ہیں جو اس وقت مرادآباد سے قادیان میں آکر اس مضمون کی کاپی محض للہ لکھ رہے ہیں شیخ صاحب ممدوح کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ۔ وہ مجھ سے محض للہ غایت درجہ کا خلوص ومحبت رکھتے ہیں اُن کا دل حُبّ للہ سے پُر ہے اور نہایت عجیب مادہ کے آدمی ہیں میں انہیں مرادآباد کے لئے ایک شمع منور سمجھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ محبت اور اخلاص کی روشنی جو اُن میں ہے وہ کسی دن دوسروں میں بھی سرایت کرے گی۔ شیخ صاحب اگرچہ قلیل البضاعت ہیں مگر دل کے سخی اور منشرح الصدر ہیں۔ ہر طرح سے اس عاجز کی خدمت میں مشغول رہتے ہیں اور محبت سے بھرا ہوا اعتقاد اُن کے رگ وریشہ میں رچا ہوا ہے''۔ (روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 38)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خدامِ احمدیت کا یہ سلسلہ جاری ہے اور جماعت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہر دور میں خلفاء احمدیت کو اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی جانثار خدام عطا فرمائے ہیں جو اسلام کی ترقی کے لئے ہر قدم کوشاں ہیں۔ خدا کرے، ہم سب ان کے رنگ میں رنگیں ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں آمین۔

## قلمی تعاون

ادارہ ''انصار الدین'' کو مختلف صلاحیتوں کے حامل ایسے انصار کی تلاش ہے جو مضامین رقم کرنے کے علاوہ اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ یہ کام کر سکتے ہیں تو براہ کرم خاکسار سے براہ راست رابطہ کیجئے:

(مدیر اعلیٰ 02089920843)

# مختصر کارگزاری رپورٹ، مجلس انصار اللہ یو کے (پہلی سہ ماہی)

# ریفریشر کورسز

صدرصاحب مجلس انصاراللہ نے مجلس عاملہ کی منظوری کے ساتھ ہی قائدین کو اس سال کے لئے لائحہ عمل تیار کرنے کی ہدایات دیں اور اپنی نگرانی میں تمام شعبہ جات کا پروگرام تیار کروایا۔ اس سال یہ فیصلہ کیا گیا کہ عہدیداران کے ریفریشر کورسز ریجن کی سطح پر منعقد کئے جائیں اور مرکزی مجلس عاملہ ریجنز میں جا کر اپنے شعبہ جات کا پروگرام مقامی اور ریجنل عہدیداران کو پیش کریں۔ اس موقع پر تمام شعبہ جات کا پروگرام اور دیگر ضروری ہدایات اور وضاحتیں یکجا صورت میں پرنٹ کر کے تمام مقامی اور ریجنل عہدیدران کو مہیا کی گئیں، علاوہ ازیں متعدد شعبہ جات اور رپورٹ فارمز وغیرہ کی تفاصیل Powerpoint وغیرہ میں تیار کے پروجیکٹر کی مدد سے سکرین پر پیش کی گئیں۔

**مجلس انصاراللہ ساؤتھ ریجن** کے عہدیداران کا ریفریشر کورس مؤرخہ 13 جنوری مسجد بیت السبحان کرائیڈن میں منعقد ہوا جس میں 7 زعماء مجالس اپنی مجالس عاملہ کے اراکین کے ہمراہ شامل ہوئے اور اسی طرح ریجنل مجلس عاملہ کے ممبران بھی حاضر تھے۔ اس پروگرام میں ساؤتھ ریجن سے کل 59 عہدیداران شامل ہوئے۔ قائدین نے اپنے اپنے شعبہ جات کا پروگرام پیش کیا اور سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ پروگرام کی صدارت محترم صدرصاحب مجلس انصاراللہ برطانیہ نے کی۔

**مجلس انصاراللہ لندن ریجن، بیت الفتوح ریجن، بیت النور ریجن اور ایسٹ ریجن** کے عہدیدارن کا مشترکہ ریفریشر کورس 24 جنوری کو بیت الفتوح میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں چاروں ریجنز سے کل 122 مقامی و ریجنل عہدیداران شامل ہوئے۔ قائدین نے نئے سال کا پروگرام پیش کیا اور سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ محترم صدرصاحب مجلس انصاراللہ نے پروگرام کی صدارت کی۔

مجلس انصاراللہ نارتھ ایسٹ ریجن کے عہدیداران کا ریفریشر کورس مؤرخہ 31 جنوری، مسجد مہدی بریڈفورڈ میں منعقد ہوا جس میں زعماء مجالس اپنی مجالس عاملہ کے ساتھ شامل ہوئے اور ریجنل مجلس عاملہ کے اراکین نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی اس طرح نارتھ ایسٹ ریجن سے کل 62 عہدیداران شامل تھے۔ مرکزی قائدین ونائب صدران، محترم صدرصاحب مجلس انصاراللہ کی قیادت میں بریڈفورڈ گئے اور پروگرام میں شریک ہوئے۔ پروگرام کی صدارت محترم صدرصاحب مجلس انصاراللہ نے کی۔

**مجلس انصاراللہ نارتھ ویسٹ ریجن اور سکاٹ لینڈ ریجن** کے عہدیدارن کا مشترکہ ریفریشر کورس 14 فروری کو مانچسٹر مشن ہاؤس میں منعقد ہوا۔ سکاٹ لینڈ ریجن کے عہدیداران سکاٹ لینڈ سے سفر کر کے مانچسٹر آئے اور اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ دونوں ریجنز سے کل حاضری 42 تھی۔ مرکزی مجلس عاملہ محترم صدرصاحب کی معیت میں مانچسٹر گئی۔ اس پروگرام کی صدارت بھی محترم صدرصاحب مجلس انصاراللہ برطانیہ نے کی۔

**مجلس انصاراللہ مڈلینڈ ریجن** کے عہدیداران کا ریفریشر کورس مؤرخہ 21 فروری، مسجد دارالبرکات برمنگھم میں منعقد ہوا جس میں شامل ہونے والے ریجنل اور مقامی مجالس سے عہدیداران کی تعداد 20 تھی۔ مرکزی مجلس عاملہ کے ممبران حاضر تھے۔ پروگرام کی صدارت محترم صدرصاحب مجلس انصاراللہ برطانیہ نے فرمائی۔

**اسلام آباد ریجن** کے عہدیداروں کا ریفریشر کورس مؤرخہ 28 فروری صبح دس بجے ،اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں ریجن سے کل 15 عہدیداران شامل ہوئے۔ پروگرام کی صدارت محترم صدرصاحب مجلس انصاراللہ برطانیہ نے فرمائی۔

اسی روز شام کو Hertfordshir اور Middlesex ریجنز کے عہدیداران کا مشترکہ ریفریشر کورس ہونسلو مشن ہاؤس میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں ہردو ریجنز سے کل 55 مقامی و ریجنل عہدیدار شامل ہوئے۔ صدرصاحب مجلس انصاراللہ نے پروگرام کی صدارت فرمائی۔

مندرجہ بالا تمام ریفریشر کورسز میں مرکز کی طرف سے نائب صدران، معاون صدران اور تمام قائدین صدرصاحب کی قیادت میں شامل ہوئے اور نئے سال کا پروگرام اور لائحہ عمل تمام عہدیداروں کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا، مطبوعہ مواد کے Packs، زعماء مجالس ودیگر عہدیداران کو دیئے گئے نیز پاور پوائنٹ پر تیار شدہ تفاصیل کے ذریعہ رپورٹ فارم میں کوائف وغیرہ درج کرنے کے طریقہ کار سے آگاہ کیا گیا۔ عہدیداران کے سوالات کے جوابات دیئے گئے اور کام کے دوران پیش آنے والے مسائل بھی زیر بحث آئے۔

محترم صدرصاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات جو آپ نے مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2009ء کے موقع پر ارشاد فرمائیں کی طرف توجہ دلائی۔ نماز باجماعت کی طرف خصوصی توجہ پر زور دیا اور حضورانور نے صف دوم کے انصار کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی تھی اس پر بھی بھرپور کام کرنے کی ہدایات محترم صدرصاحب نے عہدیداروں کو دیں۔ اسی طرح ایسے انصار جو کسی وجہ سے کام نہیں کر سکتے ان کو تبلیغ کے کام میں شامل کرنے کے لئے ،حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں جو خصوصی پروگرام تیار کیا گیا ہے اس پر کام کرنے اور ایسے تمام انصار کو اس پروگرام میں شامل کرنے کی طرف صدرصاحب توجہ دلاتے رہے۔ اللہ کرے کہ ان ریفریشر کورسز کے بہترین نتائج ظاہر ہوں اور مجلس کے کاموں میں بہتری نظر آئے۔

## تبلیغی مساعی:

**مجلس انصاراللہ ساؤتھ ریجن** کے زیر انتظام مسجد بیت السبحان کرائیڈن میں غیراز جماعت احباب کے ساتھ ایک مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں 52 غیراز جماعت مہمان تشریف لائے۔ محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے احباب کے سوالات کے جوابات دیئے۔ مہمانوں نے خاصی

دلچسپی کا اظہار کیا۔ پروگرام کے اختتام پر کھانے کے دوران بھی پردہ کے موضوع پر گفتگو جاری رہی۔
**مجلس انصاراللہ مڈلینڈز ریجن** کے زیرانتظام مؤرخہ 13 مارچ نوٹنگھم کے ایک گاؤں میز فیلڈ میں ایک مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔ یہ پروگرام مقامی چرچ کے ہال میں کیا گیا۔ مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس پروگرام میں شامل ہونے والے تمام مہمان مقامی انگریز تھے، جن میں مقامی ہسپتال کے ڈاکٹرز اور تین پادری صاحبان بھی شامل ہیں۔ اس نشست کے مہمان خصوصی محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ برطانیہ تھے۔
**مجلس انصاراللہ ایسٹ ریجن** نے مؤرخہ 14 مارچ ایک مجلس سوال وجواب کا انعقاد کیا، یہ پروگرام ایک مقامی سکول میں منعقد ہوا۔ مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب، امام مسجد فضل لندن نے مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس پروگرام میں 53 مہمانوں نے شرکت کی، جن میں مقامی چرچ کے پادری صاحب نیز ایشین، انگریز اور مختلف قومیتوں سے غیراز جماعت مسلمان بھی شامل ہوئے۔ مجلس انصاراللہ کے علاوہ مقامی لجنہ کے زیر تبلیغ مہمان بھی شریک مجلس تھے۔ اس پروگرام کے مہمان خصوصی محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ تھے۔
**مجلس انصاراللہ نارتھ ویسٹ ریجن** نے مانچسٹر کے قریب Crew Village کی لائبریری میں ایک تبلیغی سٹال اور نمائش کا انعقاد کیا۔ یہ پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا اور لوگوں نے اس میں دلچسپی کا اظہار کیا۔
**مجلس انصاراللہ لندن ریجن** کے زیرانتظام مؤرخہ 11۔ اپریل، ساؤتھ فیلڈ کمیونٹی کالج میں ایک مجلس سوال وجواب منعقد کی گئی۔ مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس پروگرام میں کل 44 غیراز جماعت مہمان شامل ہوئے جو کہ مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھتے تھے علاوہ ازیں مقامی پولیس کے افسران اور لیبر پارٹی کے پارلیمانی امیدوار بھی تشریف لائے۔ اس نشست کے مہمان خصوصی بھی مکرم ومحترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ برطانیہ تھے۔

## وصیت فورمز:

سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع 2009ء کے موقع پر صف دوم کے سو فیصد انصار کو نظام وصیت میں شامل کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا اور اس سلسلے میں مجلس انصاراللہ کی سطح پر کوشش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے مکرم چوہدری منصور احمد کاہلوں صاحب نائب صدر صف دوم کو اس پراجیکٹ کا انچارج مقرر فرمایا ہے اور اس سلسلے میں ریجنل اور مقامی سطح پر بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔ چنانچہ:
**مجلس انصاراللہ لندن ریجن** کے زیرانتظام مؤرخہ 15 اور پھر 17 مارچ کو دو وصیت فورم سرائے انصار میں منعقد ہوئے جن میں چار مجالس سے کل تیس غیرموصی انصار شامل ہوئے۔ محترم صدر صاحب اور نائب صدر صاحب ہر دو مواقع پر شامل ہوئے۔ اجلاس کے اختتام پر 13 انصار نے اپنے نام نظام وصیت میں شامل ہونے کے لئے لکھوائے۔

اسی طرح مؤرخہ 18۔ اپریل لندن ریجن کی باقیماندہ تین مجالس کے لئے ایک وصیت فورم منعقد ہوا جس میں 16 انصار شامل ہوئے۔ ان حاضرین میں سے 5 انصار نے نظام وصیت میں شامل ہونے کا وعدہ کیا اور ان میں سے تین انصار نے مع اہلیہ شمولیت کا ارادہ ظاہر کیا۔
**مجلس انصاراللہ اسلام آباد ریجن** نے مؤرخہ 21 مارچ ایک وصیت فورم کا انعقاد کیا جس میں 26 غیرموصی انصار شامل ہوئے۔ محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ اور نائب صدر صف دوم اس پروگرام میں شامل ہوئے اور پروگرام کے اختتام پر 3 انصار نے نظام وصیت میں شامل ہونے کا عہد کیا۔
مجلس انصاراللہ بیت النور ریجن کے زیرانتظام مؤرخہ 8۔ اپریل ایک وصیت فورم منعقد کیا گیا جس میں ریجن سے 29 غیرموصی انصار نے شرکت کی۔ محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ اور نائب صدر صف دوم بھی اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

## سپورٹس ٹورنامنٹس:

امسال قیادت ذہانت وصحت جسمانی نے عہدیداران کے ریفریشر کورسز کے موقع پر ریجنز کی سطح پر تین (بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس اور والی بال) ٹورنامنٹس منعقد کروانے کا پروگرام دیا تھا۔ پانچ ریجنز نے اب تک جو مقابلے منعقد کروائے ہیں ان کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔
**مجلس انصاراللہ لندن ریجن** نے مؤرخہ 7 مارچ کو بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا جس میں 50 انصار نے شمولیت کی۔ محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ اور قائد صاحب ذہانت وصحت جسمانی بھی تشریف لائے۔ اسی طرح مؤرخہ 28 مارچ والی بال کا ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔ اور اس میں 35 انصار شامل ہوئے۔ کل چار ٹیمیں بنائی گئیں جن کے درمیان مقابلہ جات ہوئے۔ علاوہ ازیں ایک دلچسپ نمائشی مقابلہ خدام اور انصار کی ٹیموں کے درمیان بھی ہوا۔ اسی طرح مؤرخہ 4۔ اپریل کو ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ منعقد ہوا جس میں 12۔ انصار نے حصہ لیا۔
**مجلس انصاراللہ بیت الفتوح ریجن** کے زیرانتظام مؤرخہ 17 مارچ، طاہر ہال بیت الفتوح میں بیڈمنٹن ٹورنامنٹ منعقد کیا گیا جس میں مختلف مجالس سے 40 انصار نے حصہ لیا۔
**مجلس انصاراللہ بیت النور ریجن** نے مورخہ 28 مارچ، ٹوٹنگ کامن پارک گراونڈ میں فٹ بال ٹورنامنٹ اور کلائی پکڑنے کے مقابلہ جات منعقد کروائے۔ مختلف مجالس سے 14۔ انصار نے ان مقابلہ جات میں شمولیت کی۔
**مجلس انصاراللہ نارتھ ایسٹ ریجن** کے زیرانتظام 10۔ اپریل کو بیت الصمد اور بیت التوحید میں ٹیبل ٹینس، والی بال اور کوئز کے مقابلہ جات منعقد کروائے گئے، جن میں مختلف مجالس سے 50 انصار شامل ہوئے۔
**مجلس انصاراللہ نارتھ ویسٹ ریجن** نے مؤرخہ 18۔ اپریل مانچسٹر میں ٹیبل ٹینس، فٹ بال اور بیڈمنٹن کے مقابلہ جات کروائے جس میں مختلف مجالس سے 47۔ انصار نے حصہ لیا۔
**مجلس انصاراللہ مڈلینڈز ریجن** کے زیرانتظام مؤرخہ 18۔ اپریل ایک والی بال ٹورنامنٹ مسجد دارالبرکات سے ملحق گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں ریجن کی 11 مجالس سے 60 انصار نے جوش وخروش کے ساتھ حصہ لیا۔

# انصار ڈائجسٹ

فرخ سلطان محمود

اس کالم میں قارئین کی طرف سے موصول شدہ دلچسپ اور مفید تحریریں شامل اشاعت کی جاتی ہیں۔ قارئین خود لکھ کر یا اپنے زیرمطالعہ کسی کتاب یا رسالہ سے اخذ کر کے ہمیں کچھ بھی بھجوا سکتے ہیں۔ تحریر مختصر اور باحوالہ ہونی چاہئے۔ ہمارا پتہ ہے: Ansar Digest, 22 Deer Park Road, London SW19 3TL

## خدام کی دلداری کے انداز

حضرت مسیح موعودؑ کی عادت تھی کہ مہمانوں کے لئے دوستوں سے پوچھ پوچھ کر عمدہ سے عمدہ کھانے پکواتے۔ ایک بار حضرت حسام الدین صاحبؓ نے عرض کیا کہ میں شب دیگ عمدہ پکوانی جانتا ہوں۔ حضورؑ نے ایک مٹھی روپوؤں کی ان کے آگے رکھ دی اور انہوں نے بقدر ضرورت روپے اٹھا لئے اور دیگ پکوائی جو بہت لذیذ تھی اور حضورؑ نے بھی بہت تعریف فرمائی۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ انسپکٹر جنرل پولیس کا ایک باورچی قادیان آیا۔ بوڑھا آدمی تھا اور بیعت میں داخل تھا۔ حضورؑ نے ان سے فرمایا کہ آپ ایک بڑے آدمی کا کھانا پکاتے رہے ہیں، کوئی بہت عمدہ چیز دوستوں کے لئے پکائیں۔ انہوں نے کہا کہ حضورؑ نمونہ ملاحظہ فرمالیں اور پھر بکرے کی ایک ران روسٹ کر کے خدمت میں پیش کی۔ وہ گوشت چاقو سے بڑی مشکل سے کٹتا تھا۔ بڑی مشکل سے انہوں نے تھوڑا سا کاٹ کر حضورؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؑ نے مونہہ میں ڈالا اور چبانے کی کوشش فرماتے رہے مگر وہ چبایا نہ جاسکا لیکن آپؑ نے اس باورچی کی تعریف فرمائی کہ بہت عمدہ پکایا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کاٹا جاتا ہے نہ چبایا جاتا ہے، گھی بھی ضائع کر دیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب بھی وہاں بیٹھے تھے، وہ بھی ہنسنے لگے اور کہا کہ یہ ٹھیک نہیں پکایا اس پر حضورؑ نے فرمایا: انگریز ایسا ہی کھاتے ہیں اور ان کے نقطہ خیال سے بہت اعلیٰ درجہ کا پکا ہوا ہے۔ پھر باورچی سے فرمایا: آپ کوئی اور چیز مہمانوں کے لئے تیار کریں، باورچی موجود ہیں آپ ان کو بتلاتے جائیں۔

## احترام آل رسول ﷺ

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کو 1901ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت ملی۔ جلد ہی آپؓ کی اہلیہ نے بھی بیعت کر لی اور پھر ایک نہایت مبشر خواب دیکھنے کے بعد انہوں نے حضرت ڈاکٹر صاحبؓ پر زور دیا کہ تین مہینے کی رخصت لے کر معہ اہل وعیال قادیان جا کر رہیں۔ حضورؑ کو آپؓ کی آمد کی بہت خوشی ہوئی اور اپنے قریب کے مکان میں ٹھہرایا اور خاص محبت سے پیش آتے رہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جب حضرت اقدسؑ باغ میں ایک چارپائی پر تشریف فرما تھے اور میں کچھ اصحاب کے ہمراہ زمین پر بوری پر بیٹھا تھا کہ اچانک حضورؑ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا ڈاکٹر صاحب! آپ میرے پاس چارپائی پر آ کر بیٹھ جائیں۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ میں حضرت صاحب کے برابر ہو کر بیٹھوں۔ حضورؑ نے دوبارہ ارشاد فرمایا تو میں نے عرض کیا میں یہیں اچھا ہوں...... تیسری بار خاص طور پر حضورؑ نے فرمایا کہ آپ میری چارپائی پر آ کر بیٹھ جائیں کیونکہ آپ سید ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے۔

## قادیان میں دورِ درویشی کی ابتداء

محترم ملک صلاح الدین صاحب 1947ء کے بعد کے ابتدائی درویشان کے حالات بیان کرتے لکھتے ہیں کہ ایک لمبے عرصہ تک درویشان قادیان میں محصور ہو کر رہ گئے۔ نہ کوئی باہر جاسکتا تھا اور نہ ہی کوئی چیز باہر سے منگوائی جاسکتی تھی۔ صرف گندم ابال کر کھائی جاتی اور مرکز کی حفاظت کے لئے دن رات مستقل ڈیوٹی دی جاتی۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن جٹ صاحب امیر مقامی تھے۔ خزانہ میں پیسہ نہیں تھا اس لئے کفایت اس حد تک تھی کہ باتنخواہ کارکنان کے سوا دوسروں کو لنگر سے کھانا اور دیگر ضروریات کے لئے پانچ روپے ماہوار ملا کرتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ احمدیوں نے بازار جانا شروع کیا۔ ابتداء میں بازار جانے والوں کے نام ایک کاپی میں نوٹ کئے جاتے اور ان کے واپس آنے پر بھی اندراج ہوتا، بٹالہ اور امرتسر جانا پڑتا تو تھانے میں رپٹ درج کی جاتی اور سلسلہ کے خرچ پر ایک سپاہی ساتھ جاتا۔ آہستہ آہستہ حصار میں نرمی ہونے لگی لیکن جب جلسہ سالانہ 1947ء کا انعقاد مسجد اقصیٰ کے برآمدہ کے شمالی حصہ میں ہوا تو اس میں ''داغ ہجرت'' کی پیشگوئی کے حوالہ سے یہ بیان کیا گیا کہ یہ ہجرت مقدر تھی اور انشاءاللہ واپسی بھی ہوگی ...... اس اعلان پر جماعت کا شدید بائیکاٹ کیا گیا اور کوئی چیز بھی قادیان میں پہنچنے نہ دی جاتی تھی۔ احمدی دوبارہ محصور ہو کر رہ گئے ...... ان حالات میں حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات یہ تھیں کہ خرچ بہت کم کیا جائے، غیرمسلموں سے حسن سلوک کیا جائے اور دعائیں بہت کی جائیں...... حضورؓ نے ایک درویش سے یہ بھی فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں بھی قادیان کے درویشوں میں ٹھہرتا۔

## انگریز قوم کی شکرگزاری

مکرم ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب لکھتے ہیں کہ خاندان مغلیہ اور مسلمانوں کے غدر کے زمانے کے حالات پڑھ پڑھ کر میرا خون کھول اٹھتا اور میں سمجھ نہ سکتا کہ آخر حضرت مسیح موعودؑ نے اس انگریز کی تعریف کیوں کی ہے جس نے ایک بادشاہ قوم کو گداگر بنا دیا اور اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ ایک دن میں نے یہ سوال حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ سے کر دیا۔ آپؓ نے یہ کہانی سنائی کہ ایک کمزور غریب آدمی جس کے پاس تھوڑا سا سامان خورونوش تھا اور کوئی ہتھیار نہ تھا اور وہ اپنی جوان بیٹی کے ہمراہ ایک جنگل پار کرنا چاہتا تھا جس میں جرائم پیشہ لوگ رہتے تھے۔ وہ جنگل کے کنارے کھڑے ہو کر کبھی اپنی کمزوری کو دیکھتا اور کبھی اپنی جوان بیٹی کو۔ یکایک ایک طاقتور آدمی اسلحہ سے لیس آپہنچا اور اسے بحفاظت اس کے گھر پہنچا دیا...... اب بتاؤ کیا اس بوڑھے کو اس آدمی کا شکریہ ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ میں نے کہا خوب شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اس پر آپؓ نے فرمایا

کہ جب پنجاب میں مغلوں کی حکومت کمزور ہوگئی تو سکھوں نے زور پکڑا اور لوٹ مار کا میدان بنا دیا۔ کسی مسلمان کی جان، مال اور عزت محفوظ نہ تھی۔ جسے چاہتے لوٹتے، قتل کرتے اور جس کی چاہتے لڑکیاں اٹھا کر لے جاتے۔ مساجد مقفل کر دی گئیں، اذان کی اجازت نہ تھی، باجماعت نماز کی اجازت نہ تھی، قرآن پڑھنے اور تہوار منانا ممنوع تھا۔ حضرت سید احمد بریلویؒ اور حضرت اسماعیل شہیدؒ نے سکھوں کے خلاف جہاد کیا لیکن انگریز کے خلاف جہاد نہیں کیا۔ مسلمانوں کی حالت اس بوڑھے بیکس کی تھی جو کہ اپنی جوان بیٹی کو باعزت و بآبرو جنگل کے پار لے جانا چاہ رہا تھا۔ پھر یکایک پنجاب میں انگریز آ گیا۔ اس نے نہ صرف امن قائم کیا بلکہ تمام مذہبی حقوق بھی عطا کئے اور تبلیغ کی اجازت بھی دیدی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ جنہیں اسلام اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا وہ کیوں شکرگزار نہ ہوتے!؟

## پاکستان کا ایک احمدی چیمپئن

پاکستان کی پہلی ویٹ لفٹنگ چیمپئن شپ 1959ء میں منعقد ہوئی جس میں میاں محمد اعظم صاحب پہلے پاکستانی تھے جنہوں نے اپنے وزن سے دوگنا وزن اٹھا کر ریکارڈ قائم کیا۔ ماہنامہ ''ہمدرد صحت'' نے نومبر 1964ء کے شمارہ میں اور ''سپورٹس ٹائمز'' نے 1967ء میں اپنے شمارہ کے سرورق پر آپ کی تصاویر شائع کیں اور آپ کی منفرد کامیابیوں کو سراہا۔

محترم میاں صاحب 5/اگست 1939ء کو پیدا ہوئے۔ اولمپکس، ایشین گیمز، کامن ویلتھ گیمز، سیف گیمز اور کئی دیگر عالمی ٹورنامنٹس میں متعدد بار پاکستان کی نمائندگی کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ پاکستان کے قومی چیمپئن کا اعزاز مسلسل آٹھ سال تک آپ کے پاس رہا۔ آپ بہت سے بین الاقوامی ٹورنامنٹس میں پاکستانی ٹیم کے مینیجر، کوچ، چیف کوچ اور ریفری بھی رہے۔

## ''اسلامی اصول کی فلاسفی''

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ نے، جو تقسیم ہند کے وقت پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن تھے، بیان کرتے تھے کہ ایک بار وہ دلّی میں مسز سروجنی نائیڈو سے ملنے گئے جو کانگریس کی صف اوّل کی لیڈر تھیں، ہندوستان کی آزادی کے وقت صوبے کی گورنر بھی رہیں، انگریزی کی شاعرہ تھیں اور ''بلبل ہند'' کے لقب سے معروف تھیں۔ حضرت چوہدری صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ موصوفہ سے میں نے کہا کہ آپ کرشن اوّل کو تو مانتی ہیں کرشن ثانی کو کیوں نہیں مانتیں؟ مسز نائیڈو نے اپنے نوکر کو آواز دے کر کہا میرے سرہانے کے نیچے جو کتاب ہے وہ اٹھا لاؤ۔ نوکر کتاب لے کر آیا اور مسز نائیڈو کی طرف بڑھائی۔ انہوں نے کہا یہ چوہدری صاحب کو دو۔ چودھری صاحبؓ نے اسے کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا انگریزی ترجمہ ہے۔ محترم چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کے چہرہ پر حیرت اور خوشی کی لہر دیکھ کر مسز نائیڈو نے کہا: کیا آپ اب بھی کہتے ہیں کہ مَیں کرشن ثانی کو نہیں مانتی؟

## بینن کا پہلا احمدی

### محترم راجی بصیرو صاحب

محترم راجی بصیرو صاحب آف بینن 1915ء میں ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ بڑی محنت سے دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ زمینداری کے علاوہ تجارت کا پیشہ بھی اپنایا۔ 1967ء میں نائیجیریا سے ایک تبلیغی وفد بینن پہنچا جس کے ذریعہ سے آپ نے بینن کا پہلا احمدی بننے کی سعادت حاصل کی۔ 1974ء میں آپ نے ذاتی طور پر زمین کا ایک ٹکڑا خریدا اور مسجد کی تعمیر کروائی جو جماعت احمدیہ بینن کی پہلی مسجد تھی۔ بقیہ عمر میں آپ نے مزید تین مساجد کے لئے زمین خریدی اور ایک ایکڑ سے زائد رقبہ کا اپنا ناریل کا باغ جماعت کو دیدیا۔

مساجد کی تعمیر کا آپ کو ایسا شوق تھا کہ اس مقصد کے لئے وقار عمل کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں کی۔ آپ کی کار ہمیشہ جماعتی کاموں کے لئے وقف رہتی تھی۔ چندہ جات کی ادائیگی اور مہمان نوازی کا جوش تھا۔ کئی غرباء اور یتیموں کو اپنے خرچ پر تعلیم دلوائی۔ خلفاء سلسلہ سے ملاقات کے لئے غانا، آئیوری کوسٹ، نائیجیریا اور لندن کے سفر کئے۔ تبلیغ کا جنون تھا اور ہمیشہ وعدہ سے بڑھ کر روحانی پھل پیش کرنے کی توفیق پایا کرتے۔ اپنے خرچ پر کتب خرید کر تحفہ دیتے اور پمفلٹ طبع کروا کے تقسیم کرتے۔ ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ جنوری 1994ء میں جب آپ کی وفات ہوئی تو جنازہ میں شہر کے رؤسا تاجر اور مذہبی علماء نے شرکت کی۔

## حضرت میاں محمد مراد صاحب

1908ء میں پنڈی بھٹیاں کے حضرت میاں محمد مراد صاحب اپنے چند دوستوں کے ہمراہ آریوں اور عیسائیوں کے بعض جلسوں میں شامل ہوئے تو نتیجۃً اسلام سے متنفر ہوگئے۔ ایسے میں ایک مالدار ہندو نے انہیں ہندو ہو جانے کی صورت میں مال فوائد کا لالچ بھی دیا۔ اتفاقاً آپ کی ملاقات کسی مسلمان تحصیلدار سے ہوئی جنہوں نے آپ کے خیالات معلوم کرکے کہا کہ ''میں تو احمدی نہیں...... لیکن تم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتابیں پڑھو کیونکہ اُن کے سوا کوئی بھی ایسے اعتراضات کا جواب نہیں دے سکتا''۔ چنانچہ آپ نے کتب کا مطالعہ شروع کیا اور پھر ایک خواب کے نتیجہ میں اپنے بھائی اور استاد کے ہمراہ پیدل قادیان پہنچ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ پھر سرگرم داعی الی اللہ بن گئے۔ تبلیغ کرنے کے جرم میں آپ پر بہت ظلم کیا گیا۔ کئی بار سرِ بازار پیٹا گیا۔ بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ کے بچوں کو پیٹا جاتا اور فقط احمدی ہونے کی وجہ سے سکول میں فیل کر دیا جاتا۔ قتل کے بھی ارادے ہوئے لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ جلد ہی مختلف مقامات پر کئی افراد آپ کے ذریعہ احمدیت کی آغوش میں آئے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات تالیف کرنے والے حضرت شیخ عبدالقادر صاحب کے علاوہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد کے والد محترم اور دو چچا بھی شامل تھے جنہیں تبلیغ کرنے پر اُن کے والد نے حضرت میاں محمد مراد صاحب کو تین دفعہ زدوکوب کیا۔ بعد میں ایک دفعہ حضرت میاں صاحب نے محترم مولانا دوست محمد صاحب کے دادا سے کہا کہ آپ نے مجھے تین دفعہ پیٹا اور آپ کے تین بیٹے احمدی ہوگئے۔ آپ تین دفعہ اَور مار پیٹ کرلیں تا بقیہ تین بھی احمدیت قبول کرلیں۔